ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

20 تا 26 جولائی 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

خونِ مسلم کی ارزانی اور......

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت

استاد کی قدر و منزلت

صدر جنرل پرویز مشرف کے نام کھلا خط

دوسری صلیبی جنگ اور نورالدین زنگی

فکر معاش اور اُس کا علاج

حدود اسلامی کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں

تفہیم المسائل

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

سنت اللہ کے نتائج

بلاشبہ یہ اللہ کی دائمی اور نا قابلِ تغیّر سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کی نصرت فرماتا اور کافروں کو ذلیل کر دیتا ہے‘ جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اللہ سبحانہ‘ کی ہمیشہ جاری رہنے والی سنت کے نتائج ضرور ظاہر ہو کر رہتے ہیں‘ مگر ان نتائج کے اظہار میں افراد انسانی کی عمریں مقیاس نہیں ہیں اور نہ تاریخ کا کوئی عارضی مرحلہ پیمانہ ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی وقت باطل وقتی طور پر کامیاب و کامران ہو کر روئے زمین کی غالب و کارفرما قوت بن جائے‘ لیکن یہ مرحلہ دائمی نہیں ہوتا بلکہ یہ دراصل ہمہ پہلو سنت اللہ کے اجرا کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

باطل کی کارفرمائی کا یہ مرحلہ یا تو اس لیے آجاتا ہے کہ اس مرحلے میں لوگوں کی باطل کے خلاف مزاحمت کی قوتیں ٹھٹھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں باطل کے خلاف جہاد کر کے اسے ختم کر دینے کا بُوتا نہیں ہوتا۔

’’حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔‘‘ (الرعد: 11)

اور کبھی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ باطل کے ظلم کو انگیز کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں‘ بلکہ اسے خوشگوار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ فرمان نبوتؐ ہے: ’’جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے حکمراں ہوں گے۔‘‘ (حاکم)

اور کبھی ظلم و باطل خود ظالموں کی آزمائش کے لیے ہوتا ہے۔ ’’تاکہ وہ قیامت کے روز اپنے پورے بوجھ اٹھائیں۔‘‘ (النحل: 25)

اور کبھی یہ مرحلۂ باطل و ظلم اس لیے آتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ مومنین کی جماعت کو چھانٹ کر علیحدہ فرمالے تاکہ وہ سلامتی استعداد اور قوت کے ساتھ حق کی ذمہ داری کو سنبھال سکیں۔ جیسے سورۂ آل عمران (آیات 139 تا 141) میں فرمایا:

’’دل شکستہ نہ ہو‘ غم نہ کرو‘ تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں— کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں— اور وہ اس آزمائش کے ذریعے سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔‘‘

اسلام کا نظام تربیت

سید محمد قطبؒ

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ النساء

(آیات 153 تا 155)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ ﴾

’’(اے محمد ﷺ) اہل کتاب تم سے درخواست کرتے ہیں کہ تم اُن پر ایک (لکھی ہوئی) کتاب آسمان سے اُتار لاؤ تو یہ موسیٰؑ سے اس سے بھی بڑی بڑی درخواستیں کر چکے ہیں۔ (اُن سے) کہتے تھے ہمیں اللہ ظاہر (یعنی آنکھوں سے) دکھادو‘ سو اُن کے گناہ کی وجہ سے اُن کو بجلی نے آ پکڑا۔ پھر کھلی نشانیاں آ جانے کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنا بیٹھے۔ تو اس سے بھی ہم نے درگزر کی۔ اور موسیٰؑ کو صریح غلبہ دیا۔ اور اُن سے عہد لینے کو ہم نے اُن پر کوہِ طور اُٹھا کھڑا کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ (شہر کے) دروازے میں (داخل ہونا تو) سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہفتے کے دن (مچھلیاں پکڑنے) میں تجاوز (یعنی حکم کے خلاف) نہ کرنا‘ غرض ہم نے اُن سے مضبوط عہد لیا۔ (لیکن اُنہوں نے عہد کو توڑ ڈالا) تو اُن کے عہد توڑ دینے اور اللہ کی آیتوں سے کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق مار ڈالنے اور یہ کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے (پڑے ہوئے) ہیں (اللہ نے اُن کو مردود کر دیا اور ان کے دلوں پر پردے نہیں ہیں) بلکہ اُن کے کفر کے سبب اللہ نے اُن پر مہر کر دی ہے۔ تو یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔‘‘

اے اللہ کے نبی ﷺ یہ اہل کتاب (یہودی) آپؐ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان پر ایک کتاب آسمان سے اتاری جائے جیسے موسیٰؑ پر تورات اتری تھی کہ وہ موسیٰؑ کو پتھر کی تختیوں پر لکھی ہوئی ملی تھی۔ آپ تو یہ کہتے ہیں مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ وہ وحی کون لاتا ہے‘ ہم نہیں جانتے۔ اے نبی! اُن کے اس قسم کے سوالوں کی آپ پروا نہ کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے آباء واجداد نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑھ کر مطالبے کئے تھے۔ انہوں نے تو یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دکھائے۔ اُن کے اس گناہ کی پاداش میں انہیں ایک کڑک نے آ پکڑا۔ پھر اُن لوگوں کی نا ہنجاری کا انداز دیکھئے کہ اُن کے پاس واضح نشانیاں بھی آ چکیں تھیں‘ یعنی اُنہوں نے موسیٰؑ سے تو معجزے بھی دیکھ لیے‘ مگر اس کے باوجود بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ ہم نے ان کی ان تمام چیزوں سے درگزر کیا اور انہیں معاف کر دیا۔

اور ہم نے موسیٰؑ کو واضح غلبہ عطا کیا‘ یعنی فرعون اور اس کے لاؤ لشکر کو اُن کی آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا اور ہم نے اُن کے سروں پر طور پہاڑ معلق کر دیا جبکہ ان سے عہد لیا جا رہا تھا‘ اور ہم نے کہا جب یہ شہر تمہارے ہاتھوں فتح ہو جائے تو سر جھکاتے ہوئے اس میں داخل ہونا۔ اور ہم نے اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ ہفتے کے دن (مچھلیاں پکڑنے) کے قانون کے معاملے میں حد سے تجاوز نہ کرنا‘ اور ہم نے ان تمام باتوں پر اُن سے بڑے پختہ قول وقرار لیے‘ معاہدے کئے‘ مگر وہ ایسے تھے کہ ہمارے میثاق کو توڑا اور توڑتے رہے (تو ہم نے ان پر لعنت کر دی)۔ اُن کے جرائم میں اللہ کی آیات کا انکار اور انبیاء کا ناحق قتل شامل تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں۔ فرمایا‘ ایسا نہیں ہے‘ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب اُن پر مہر کر دی ہے۔ پس اب وہ ایمان نہیں لائیں گے‘ مگر بہت ہی شاذ۔

فرمانِ نبویؐ

’’......تب اللہ تمہاری دُعائیں قبول نہیں کرے گا۔‘‘

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ)) (رواہ الترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ’’مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ (اے مسلمانو!) تم لازماً حکم دو گے معروف کا اور لازماً روکو گے منکر سے۔ (اگر تم نے ایسا نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ تم پر لازماً عذاب نازل کرے گا اپنی طرف سے اور پھر تم اس کو پکارو گے لیکن وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایوب بیگ مرزا

خونِ مسلم کی ارزانی اور "Do More" کی تکرار

گزشتہ ہفتہ کو اگر خونریز ہفتہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس ہفتہ میں اسرائیل نے غزہ اور لبنان پر اندھادھند بمباری کر کے سینکڑوں مسلمانوں کو شہید اور ہزاروں کو زخمی کر دیا۔ ملتان کے قریب پی آئی اے کا فوکر طیارہ گر کر تباہ ہوگیا اور تمام مسافر اور عملہ ہلاک ہوگیا۔ عراق سے درجنوں سربریدہ لاشیں برآمد ہوئیں۔ بہت سے عراقی امریکیوں کی اندھادھند فائرنگ سے ہلاک ہوئے۔ جنوبی افغانستان میں امریکہ نے جو سرچ آپریشن شروع کر رکھا ہے اُس میں اِس ہفتہ اُنہوں نے سینکڑوں طالبان کو شہید کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ ممبئی کی سٹی ریلوے سروس میں گیارہ منٹ میں 7 دھماکے ہوئے ہیں جن میں دوسو سے زائد افراد ہلاک ہوئے ہیں اور سینکڑوں زخمی ہوگئے ہیں۔ کراچی میں شیعہ رہنما حسن ترابی کو ایک خودکش بمبار نے ہلاک کر دیا ہے۔ اُن کے ساتھ دو مزید افراد ہلاک ہوگئے۔ بلوچستان میں ہونے والی زور آزمائی میں بھی دوطرفہ بہت سے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

نظرِ غائر سے دیکھا جائے تو اِن تمام واقعات میں سے صرف ممبئی کی تخریب کاری میں غیر مسلم ہلاک ہوئے ہوں گے۔ اُن میں بھی یقیناً کافی مسلمان شامل ہوں گے' اس لیے کہ ممبئی میں بہت سے مسلمان آباد ہیں باقی تمام واقعات میں صرف مسلمان ہلاک ہوئے ہیں۔ یعنی خونِ مسلم سے اِس ہفتہ زمین خوب سیراب ہوئی ہے۔ ستم کی بات یہ ہے کہ ہر جگہ مسلمان ہی دہشت گرد قرار پائے ہیں۔ ہمارے لیے لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کیا جارہا ہے' اور کوئی نوٹس نہیں لے رہا' لیکن کہیں کوئی اسرائیلی ہلاک ہو جائے یا امریکی مارا جائے یا ہندوستان میں کسی تخریب کاری کے نتیجہ میں کچھ ہلاکتیں ہو جائیں تو مسلمانوں کے خلاف طوفان کھڑا ہو جاتا ہے۔ خود مسلم حکمران بھی مسلمانوں کی ہلاکتیں نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن امریکیوں اور اسرائیلیوں کی ہلاکت پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ملک میں زبردست پکڑ دھکڑ شروع کر دیتے ہیں۔ جماعتیں کالعدم قرار دے دی جاتی ہیں۔ چھاپے اور گرفتاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ امریکہ اور بھارت فون کر کے اظہار ہمدردی کیا جاتا ہے۔ تحقیق کے لیے اپنی خدمات پیش کی جاتی ہیں۔ ٹیلی ویژن پر تقریر کر کے اپنی قوم کو انتہا پسندی ترک کرنے اور روشن خیالی اپنانے کی لمبی اور طویل نصیحتیں کی جاتی ہیں۔

ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی' جس میں سویلین افراد کی جانیں تلف ہوں' بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ ہمارا دین تو جنگ میں اور جنگ کے بعد مسلمان افواج پر بہت سی پابندیاں لگاتا ہے۔ وہ تو دشمن کے علاقے میں بلاوجہ درخت تک کاٹنے کی اجازت نہیں دیتا' معصوم افراد کی جان لینے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔ لیکن آج صورتحال یہ ہے کہ عالمی ضمیر کی موت واقع ہو چکی ہے اور اُسے نیویارک کی اُن بلند و بالا عمارات کے نیچے دفن کر دیا گیا ہے' جنہیں انتہائی ڈھٹائی سے اقوامِ متحدہ کے دفاتر کا نام دیا ہوا ہے۔ انسانی تاریخ ظالم اور مظلوم کی داستانوں سے بھری ہوئی ہے لیکن اخلاقی اور ذہنی گراوٹ کبھی اس انتہا کو نہیں پہنچی تھی کہ جھوٹ اور منافقت عظمت کے نشان سمجھے جانے لگیں۔ امریکہ عراق اور افغانستان پر حملہ آور ہوا اور جب وہاں کے مسلمان قابض افواج کے خلاف مزاحمت کریں تو دہشت گرد اور امن کے دشمن کہلائیں۔ اسرائیلی فضا سے بمباری کر کے معصوم شہریوں کو ہلاک کریں اور اُن کی املاک تباہ کریں اور مظلوم بھی کہلائیں کہ کبھی کبھار کوئی فلسطینی جوابی طور پر خودکش حملہ کر دیتا ہے۔ کفار کے ایک وحدت ہونے کا حال یہ ہے کہ ممبئی میں دھماکوں کے صرف ایک گھنٹہ بعد CNN کو الہام ہو جائے کہ یہ لشکر طیبہ کی کارروائی ہے اور مسلم حکمران سانس بھی آہستگی سے لے رہے ہوں کہ عالم پناہ اُنہیں قصوروار نہ ٹھہرا دیں' کہیں اُن سے نظرِ عنایت ہٹا نہ لیں۔ (باقی صفحہ 17 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد	20 تا 26 جولائی 2006ء	شمارہ
15	23 تا 29 جمادی الثانی 1427ھ	26

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد **طابع**: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور۔ 54000

فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرونِ پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں

چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پوری طرح متفق ہونا ضروری نہیں

انتیسویں غزل

(بالِ جبریل، حصّہ دوم)

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اٹھتے ہیں حجاب آخر

احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا
سوز و تب و تاب اوّل، سوز و تب و تاب آخر!

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر!

میخانۂ یُورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اوّل، دیتے ہیں شراب آخر!

کیا دبدبۂ نادرؔ، کیا شوکتِ تیموری
ہو جاتے ہیں سب دفتر غرقِ مَۓ ناب آخر!

خلوت کی گھڑی گزری، جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر!

تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اَسرارِ کتاب آخر!

1۔ یہ غزل اقبال نے یورپ کے دورانِ قیام تخلیق کی۔ پہلے شعر میں علامہ نے راہِ خدا کے سالکان کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ اگر ابتدا میں کچھ دشواریاں لاحق ہوں، یا مراقبہ اور ریاضت کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہو یا ساوی فیضان کا نزول نہ ہو، تو ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیے۔ اللہ کی سنت یہ ہے کہ وہ اُن لوگوں پر ضرور اپنا فضل و کرم نازل کرتا ہے جو اس کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔ انجام کار نالہ و فریاد کا جواب بھی آتا ہے اور حجابات بھی اُٹھ جاتے ہیں، یعنی سالک اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون اِس آیت قرآنی سے ماخوذ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:69)

ترجمہ: ”اور جن لوگوں نے ہم سے ملنے کی کوشش کی، ہم یقیناً اُن کو اپنے راستے دکھادیں گے۔“

یہی مضمون ایک اور شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

ہو نہ مایوس، ریاضت کا صلہ ملتا ہے
لوگ سچ کہتے ہیں، ڈھونڈے سے خُدا ملتا ہے

2۔ محبت کے احوال بظاہر مختلف ہوتے ہیں، لیکن ان میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہوتا۔ بالفاظِ دیگر محبت میں شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی حالت رہتی ہے، یعنی سوز و تب و تاب کی جو کیفیت ابتدا میں ہوتی ہے، وہی انتہا میں ہوتی ہے۔

3۔ اقبال نے صرف ایک مصرع میں قوموں کی زندگی کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ ہر قوم کو جفاکشی سے حکومت حاصل ہوتی ہے۔ حکومت سے دولت، دولت سے عیش و عشرت اور عیش سے زوال ہو جاتا ہے۔

4۔ یہ شعر اقبال کے اسلوبِ بیان کا بہترین نمونہ ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ یورپ کی اقوام جب کسی ایشیائی قوم کو اپنا غلام بناتی ہیں تو پہلے دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہیں اور اپنے ملک کی مصنوعات مثلاً سگریٹ، سگار، پوڈر، کریم، ریشمی لباس، شیشہ اور دوسرا سامانِ آرائش و زیبائش نہایت ارزاں قیمت پر مہیا کرتی ہیں۔ اس کے بعد ناصح مشفق کی حیثیت سے اقتصادی ترقی کے منصوبے اور بنک کاری کے لیے مشورے دیتی ہیں۔ ملک میں پُل اور سڑکیں بنانے کے پروگرام دیتی ہیں۔ تیل کے چشمے دریافت کرتی ہیں۔ تیل اور گیس کی سپلائی کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔ ٹرانسپورٹ کی سہولتیں فراہم کرنے کے طریقے بتاتی ہیں۔ پھر ہوٹل، کلب اور ایسے ہی اڈے قائم کر کے مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی راہیں دکھاتی ہیں۔ رہی سہی کسر سُودی نظام کی جکڑ بندیوں سے پوری کر لیتی ہیں۔ اقوامِ یورپ کے اِس طرزِ عمل کو اقبال نے ”لاتے ہیں سرور اوّل“ سے تعبیر کیا ہے، اور جب وہ قوم سرور کے انتہائی نقطے پر پہنچ جاتی ہے تو پھر اُسے اپنا غلام بنا لیتی ہیں۔ اس کو اقبال ”دیتے ہیں شراب آخر“ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اقبال نے ”ضربِ کلیم“ میں مے خانۂ یورپ کے اِس نرالے دستور پر سخت تنقید کی ہے۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:

صلہ فرنگ سے آیا ہے سوریا کے لیے
مَے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری

(سوریا سے مراد ملک شام ہے)

5۔ مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں نہ کسی فاتح کو دوام حاصل ہو سکتا ہے، نہ اس کی فتوحات کو۔ شیخ سعدیؒ نے اس مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

تیمور کی سلطنت دیوارِ چین سے لے کر آبنائے باسفورس تک وسیع تھی، لیکن آج نہ تیمور ہے نہ اس کی سلطنت۔ صرف تواریخ میں تذکرہ باقی ہے۔

6۔ مانا کہ یورپ میں علم و ہنر کی بہت روشنی ہے، اور ہر قسم کی دل فریبیاں موجود ہیں، لیکن میں تو جُویائے حقیقت ہوں۔ میں تو اللہ سے اپنا راستہ استوار کر چکا ہوں، اس لیے میری نگاہ میں اس خطے میں مادی و لادینی تہذیب کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہ ملک صرف اُن لوگوں کے لیے کشش کا باعث ہو سکتا ہے جو عیش و عشرت کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے ہیں۔

7۔ اِس شعر میں اقبال نے مقامِ عقل اور مقامِ عشق کا موازنہ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان کے لیے عقل کے تقاضوں کو پورا کرنا تو آسان ہے، لیکن عشق کے تقاضے پورا کرنا بہت مشکل ہے، کیونکہ عقل انسان کو دشواریوں اور مشکلات سے بچاتی ہے، لیکن عشق انسان کو دشواریوں اور مشکلات میں مبتلا کرتا ہے۔

منبر و محراب

ایمان کا لازمی نتیجہ

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت

سورۃ التغابن کی روشنی میں

مسجد جامع دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 7 جولائی 2006ء کے خطبۂ جمعہ کی تلخیص

سورۃ التغابن کی آیات کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا!

حضرات! آج ہم سورۃ التغابن کی آیات 12-13 کا مطالعہ کریں گے۔ اِس سے پہلے آیت نمبر 11 کے حوالے سے بتایا گیا تھا کہ ایمان کا ایک لازمی نتیجہ تسلیم و رضا ہے۔ جو شخص بھی اللہ پر کامل ایمان رکھتا ہو' اسے یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ مجھ سے بڑھ کر میرا خیر خواہ ہے' میں نہیں جانتا کہ کون سی چیز میرے لیے خیر اور کون سی شر ہے جبکہ میرا اللہ یہ سب کچھ جانتا ہے' اور وہ جو کچھ بھی کرتا ہے اگرچہ بظاہر اُس میں مجھے نقصان نظر آئے مگر درحقیقت اس میں میرے لیے خیر اور بھلائی ہوتی ہے۔ اس یقین کے نتیجے میں بندۂ مومن کو سکونِ قلب کی دولت نصیب ہوتی ہے' ایسی دولت جس کا کوئی بدل نہیں۔ بلاشبہ اطمینانِ قلبی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ نعمت میسر نہ ہو تو اُس کے لیے دنیا اور اُس کا مال و متاع کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اگر ایمان لانے کے بعد کسی دل میں تسلیم و رضا کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی ہے تو پھر اُسے تشویش ہونی چاہیے کہ آخر ابھی تک ایمان دل میں راسخ کیوں نہیں ہوا۔ کیا وجہ ہے کہ زبان سے تو مان لیا کہ الله علىٰ كل شىءٍ قدير ہے' مگر اِس حقیقت پر پوری طرح یقینِ قلبی ابھی نصیب نہیں ہوا۔

ایمان کا دوسرا لازمی نتیجہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ آیت نمبر 12 میں اسی کا ذکر ہے۔ فرمایا:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾﴾

''اور اللہ کی اطاعت کرو' اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔''

یہاں ایمان کا دوسرا لازمی تقاضا بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اگر ایمان لانے کے بعد اطاعت کے لیے تیار نہیں ہو' اللہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی شاہراہ پر چلنے پر آمادہ نہیں ہو' تو پھر تمہیں گویا وارننگ دی جا رہی ہے کہ تباہ کن نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ اگر ایمان کے عملی تقاضے کو پورا نہیں کرتے' بحیثیت بندۂ مومن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہیں کرتے تو پھر تمہیں اِس غلط روش کی سزا بھگتنا ہو گی۔ ہمارے رسول کے ذمہ تو پیغامِ حق کو پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی' جسے آپؐ نے صاف صاف پہنچا دیا اور اپنی ذمہ داری ادا کر دی۔

> **مومن کی زندگی اصل الاصول اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے' اور اطاعت کے حوالے سے جو روش مطلوب ہے' وہ یہ ہے کہ وہ پورے شعور کے ساتھ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اطاعت پر کاربند ہو**

ذرا غور کیا جائے' تو معلوم ہوتا ہے کہ اطاعت ایمان کا منطقی تقاضا بھی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک' رب اور آقا مان لیتا ہے' اُسے چاہیے کہ مالک کی اطاعت کرے۔ اگر ایمان لانے کے بعد وہ اس کی اطاعت نہیں کرتا بلکہ اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گویا اپنے دعویٰ ایمان کو جھٹلاتا ہے۔ وہ (نعوذ باللہ) اپنے عمل سے اللہ کا مذاق اڑاتا ہے۔ فرض کیجیے' ایک بیٹا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے والدین کی حد درجہ عزت کرتا ہوں مگر وہ ہر ہر معاملے میں عملاً اُن کی نافرمانی کرتا ہے تو اُس کے دعویٰ کے بارے میں آپ کیا خیال کریں گے۔ کیا اسے سچا قرار دیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی شخص اُس کے دعویٰ پر اعتبار نہیں کرے گا۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اگر وہ صحیح معنوں میں والدین کا احترام کرتا تو ضرور اُن کا کہنا مانتا۔ وہ حقیقت میں اپنے والدین کا ادب کرتا ہی نہیں' بلکہ اُس کے دل میں رائی کے ذرے کے برابر بھی اُن کی عزت نہیں ہے۔ سورۃ الانفال میں ایمان کے لازمی تقاضے کے طور پر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا بایں الفاظ حکم دیا گیا ہے۔

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١﴾﴾

''اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو تو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو''

سیدھی سی بات ہے کہ مومن کی زندگی ایک پابند زندگی ہے۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق مومن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کھونٹے سے بندھا گھوڑا ہو۔ یعنی وہ مادر پدر آزاد نہیں ہوتا کہ اپنے نفس کی غلامی کرے یا سماج کے ناروا رسم و رواج کا اسیر ہو' بلکہ اللہ کے احکام کا پابند ہوتا ہے۔ بقول اقبال۔

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

اللہ کی اطاعت' بندگی اور اُس کے احکام کی پابندی کا سب سے بڑا مظہر نماز ہے۔ ہم نماز میں ظاہراً بھی اللہ تعالیٰ کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اور عملاً بھی ہر رکعت میں اللہ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم صرف تیری ہی بندگی کریں گے اور تجھ ہی سے مدد مانگیں گے۔ اے اللہ! ہماری زندگی میں سب سے بڑھ کر اطاعت تیری ہو گی' یا پھر تیرے رسول نبی اکرم ﷺ کی جنہیں تو نے ہمارے لیے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ نماز دراصل پوری زندگی میں اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے کے لیے تربیت کا ذریعہ ہے۔ ہم ہر روز پانچ وقت جب اپنی پیشانی اللہ کے سامنے ٹیکتے ہیں تو گویا اپنے عہدِ بندگی کو تازہ کرتے

اور اِس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ دن رات چوبیس گھنٹے ہر معاملے میں ہم تیری ہی اطاعت کریں گے۔ نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے اُسے اسلام اور کفر کے درمیان فرق قرار دیا۔

مومن کی زندگی کا اصل الاصول اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے' اور اطاعت کے حوالے سے جو روش مطلوب ہے' وہ یہ ہے کہ وہ پورے شعور کے ساتھ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اطاعت پر کاربند ہو۔ جب کوئی شخص اسلام کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم پر چلنے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر وہ ہر معاملے میں یہ دیکھتا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کا حکم کیا ہے' اُن کی مرضی کیا ہے' اللہ نے کون سا راستہ جائز قرار دیا' کون سا ناجائز ٹھہرایا' کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے' اس معاملے میں اسوۂ رسول ﷺ اور سنت رسول ﷺ کیا ہے۔ ایسا شخص یقیناً راہ یاب ہوتا ہے۔ اور اگر کبھی اس راستے پر چلتے ہوئے نادانی میں اُس سے کوئی لغزش ہو جائے یا جذبات کی رو میں بیٹھ کر کسی گنا کا صدور ہو جائے مگر وہ نادم و پشیمان ہو کر اطاعت کی راہ پر واپس آ جائے تو اُس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ قرآن عزیز کہتا ہے:

﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾ (النساء)

''اللہ انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں پر اللہ مہربانی کرتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔''

آج معاشرے کی اکثریت کا چلن اِس روش کے برعکس ہے۔ لوگوں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ برادری کے چلن' معاشرے کی رسومات اور زمانے کے طور اطوار اختیار کرتے ہیں۔ ہاں کسی وقت نماز پڑھ لیتے ہیں' کبھی کبھار روزہ رکھ لیتے ہیں' عمرہ کر لیتے ہیں' خیراتی اداروں کو صدقہ و خیرات کر دیتے ہیں تاکہ اپنے دل کو اطمینان دلا سکیں کہ ہم اللہ کی اطاعت کر رہے ہیں۔ اِس روش کو اطاعت ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی زندگی کا اصل رُخ اطاعت کی بجائے معاشرت' معیشت' تمدن میں اللہ کی نافرمانی کی طرف ہے اور وہ اِس خیال سے گناہ اور سرکشی میں آگے ہی بڑھتے چلے جا رہے ہیں کہ آخرکار توبہ کر لیں گے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ (النساء)

''اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) بُرے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت آ موجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ اُن کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایمان کے لازمی تقاضا اطاعت کو پورا نہیں کیا جاتا۔ قوم کی اکثریت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے گریزاں ہے۔ اگرچہ زور و شور سے ایمان کا اور عشقِ رسول کے دعوے کئے جاتے ہیں' مگر اپنے کردار و عمل میں اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کے بجائے شیطان کی راہ اختیار کی جاتی ہے۔ سنت کو اپنانے کے بجائے اس کا تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ خواہشات نفس کی پیروی کی جاتی ہے۔ زمانے کا چلن اختیار کیا جاتا ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ہماری معاشرت' معیشت اور تمدن غیر اسلامی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ہر معاملے میں اطاعت کے برعکس نافرمانی کی روش اختیار کی جا رہی ہے مگر اس کے باوجود یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے ایمان میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ وہ مستحکم اور مضبوط ہے۔

اجتماعی سطح پر دیکھیے' ہمارے قومی وجود کو بھی یہی مرض لاحق ہے۔ اللہ کی اطاعت کے بجائے امریکہ کی چاکری ہو رہی ہے۔ آئے روز امریکی ''آقا'' نئے نئے احکامات صادر کرتے ہیں اور ہم انہیں بلا چوں چراں تسلیم کر لیتے ہیں۔ پستی کی انتہا یہ ہے کہ اللہ کی واضح نافرمانی کے باوجود حکمران اپنے سید ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل حد درجہ ڈھٹائی کا مظہر ہے۔ احکام الٰہی سے روگردانی اور امریکہ کی غلامی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم امریکہ کی جس درجے غلامی کر رہے ہیں' اگر اس کا دسواں حصہ بھی اللہ کے ساتھ وفاداری کرتے تو یقیناً عزت و سربلندی آج ہمارا مقدر ہوتی۔ اللہ کا وعدہ ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾
(آل عمران)

''اور اگر تم مومن ہوئے تو تم ہی سربلند ہو گے۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إن الله يرفع بهذا الكتاب اقواماً ويضع به آخرين))

''اس قرآن پر عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ قوموں کو سربلندی عطا کرتا ہے۔ اور اسے ترک کرنے کی پاداش میں ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔''

ہمیں بحیثیت قوم یہ بات بھی ہرگز نہیں بھولنی

پریس ریلیز

14 جولائی 2006ء

حکومت علماء کی ٹارگٹ کلنگ کا گھناؤنا سلسلہ بند کروانے کے لیے فوری اقدامات کرے

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کراچی میں علامہ حسن ترابی اور ان کے بھانجے کی خودکش بم دھماکے میں شہادت پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت علماء کی ٹارگٹ کلنگ کا گھناؤنا سلسلہ بند کروانے کے لیے فوری اقدامات کرے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں حکومت اپنے سیکیورٹی اداروں کی ناکامی چھپانے کے لیے ایسے دردناک واقعات کو فرقہ وارانہ دہشت گردی کا نام دے کر علماء کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے جو بذاتِ خود ایک جرم ہے۔ لہٰذا دہشت گردی کی اس تازہ واردات کی اعلیٰ پیمانے پر تحقیقات کروا کر مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ (جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی)

چاہیئے کہ موجودہ امریکہ نواز ''روشن خیال'' حکمران ہمارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ہم گزشتہ ساٹھ سال سے اللہ کے دین سے پہلوتہی اور روگردانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہمیں انفرادی اور اجتماعی گوشوں میں اللہ کے احکامات کے نفاذ سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں رہی۔ ہمیں اگر غرض رہی ہے تو محض اس بات سے کہ جائز و ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کریں' ذاتی مفاد کے حصول کے لیے خودغرضی اور دنیا پرستی میں مگن رہیں' اسٹیٹس کی اندھی خواہش کی تکمیل کے لیے دوسروں کے حقوق تلف کریں' ظلم و ستم و زیادتی کا راستہ اختیار کریں۔ اسی طرزِ عمل اور گھناؤنے کردار کی ہمیں سزا مل رہی ہے کہ قوم کے سر پر ایک ایسا شخص سوار ہے جسے قوم کی کوئی پروا نہیں ہے۔ ایسے ہی حکمرانوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

قومی سطح پر ہماری بے عملی اور احکام شریعت کی دوری ہمہ پہلو ہے۔ نماز ہی کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو صورتحال واضح ہو جاتی ہے۔ ہماری قوم میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنے والوں کی تعداد ''ڈبل فگر'' کو نہیں پہنچی۔ ایک سروے رپوٹ کے مطابق پاکستان میں نماز پنجگانہ ادا کرنے والوں کی تعداد محض 3 فیصد ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ قوم کی عظیم اکثریت (97 فی صد) نماز جیسے بنیادی فرض کی تارک ہے۔ اور پھر 3 فیصد لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں' اُن کی بھی اکثریت کا حال یہ ہے کہ اپنی معاشرت' معیشت اور تمدن میں غیر اسلامی طور طریقے اپنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دین کے حصے کر رکھے ہیں۔ اور یہ وہ جرم ہے جس کے نتیجے میں قوموں پر ذلت و رسوائی مسلط کی جاتی ہے۔

ایمان کا تیسرا نتیجہ توکل علی اللہ ہے۔ چنانچہ اگلی آیت میں فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ (التغابن)

''اللہ (جو معبود برحق ہے اُس) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تو مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔''

اللہ پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کا بھروسہ اور توکل صرف اللہ کی ذات پر ہو' مادی اسباب اور وسائل پر نہ ہو۔ اگرچہ ہمارے دین نے اسباب اختیار کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ اُس کا منشاء یہ ہے کہ جو بھی اسباب مہیا ہو سکیں انہیں بروئے کار لایا جائے۔ مثال کے طور پر ایک بندۂ مومن اپنے اور بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ اِس مقصد کے لیے تجارت کرتا ہے' کھیتی باڑی کرتا ہے' ملازمت کرتا ہے۔ معاش کے یہ ذرائع یقیناً اختیار کرنے پڑتے ہیں' تب ہی زندگی کی گاڑی رواں دواں رہتی ہے مگر یہ خیال باطل اور ایمان کے منافی ہے کہ انسان روزی کو اِن اسباب و ذرائع سے وابستہ کر لے۔ کیونکہ روزی رساں تو صرف اللہ کی ذات ہے۔ یہ ذرائع اور اسباب بھی وہی فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا توکل اور بھروسہ اُسی پر ہونا چاہیے۔ اِسی طرح ضروری ہے کہ اجتماعی سطح پر دشمن کے خلاف اسلحہ اور ساز و سامان جمع کیا جائے' مگر جنگ میں فتح و کامیابی کے لیے اسباب پر انحصار ہرگز نہیں کیا جانا چاہیے۔ بھروسہ مسبب الاسباب پر ہونا چاہیے۔ مومن کا سب سے بڑا ہتھیار تو اللہ پر توکل ہے۔ چنانچہ بقول اقبال ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

یہ اللہ پر توکل ہی تھا جس کے باعث غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ افراد پر مشتمل بے سروسامان جماعت نے ایک ہزار کفار کے مسلح لشکر پر فتح پائی۔ اس کے برعکس غزوۂ حنین میں چودہ ہزار کی تعداد کے باوجود مسلمانوں پر زمین اپنی تمام تر وسعت کے باوجود اس لیے تنگ ہو گئی کہ بعض مسلمانوں کا دھیان عددی کثرت اور اسباب کی طرف ہو گیا تھا۔ قرآن حکیم کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانوں کی فتح و کامرانی کی

آج ہمیں جس ذلت و رسوائی کا سامنا ہے اُس کا سبب بے یقینی' نافرمانی اور مادی اسباب پر بھروسہ ہے۔
ہمارے لیے نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر اپنا قبلہ درست کریں

بنیاد اللہ پر کامل ایمان اور توکل ہے۔ تاریخ کا سبق بھی یہی ہے کہ جب تک مسلمان ایمان و یقین کے ہتھیاروں سے مسلح رہے' فتح و کامرانی اُن کے قدم چومتی رہی' مگر جب مادی اسباب کو فتح و سربلندی کی اساس خیال کیا گیا' انہیں ہزیمت اُٹھانا پڑی۔

نائن الیون کے بعد ہم پر آزمائش آئی۔ ہم سے کہا گیا کہ افغانستان کے خلاف کھل کر امریکہ کی سپورٹ کرو' ورنہ پتھر کے زمانے میں دھکیل دیں گے۔ یہ وہ موقع تھا جب ہمارا امتحان ہو رہا تھا کہ آیا ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں یا اللہ کو بھلا کر امریکی طاغوت کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ افسوس کہ اس موقع پر ہم نے اللہ پر توکل کی بجائے امریکہ پر بھروسہ کیا۔ اُس کے سامنے بچھ گئے۔ ایک اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ کا کھل کر ساتھ دیا۔ ہم نے اپنے طرزِ عمل سے یہ واضح کر دیا کہ (نعوذ باللہ) ہمیں اللہ پر بھروسہ نہیں بلکہ ہمارا توکل امریکہ پر ہے۔ ذرا سوچیے' کیا یہ طرزِ عمل ایمان کے منافی نہیں تھا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نو میدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

آج ہمیں جس ذلت و رسوائی کا سامنا ہے اُس کا سبب بے یقینی' نافرمانی اور مادی اسباب پر بھروسہ ہے۔ ہمارے لیے نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر' اپنا قبلہ درست کریں۔ جن بداعمالیوں کی ہمیں سزا مل رہی ہے' اُن کو ترک کریں' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: محبوب الحق عاجز)

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور
پُرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے کھلے روشن اور ہوادار کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امان کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

استاد کی قدر و منزلت

صاحبزادہ عمادالدین صدیقی

علیم و حکیم پروردگار نے علم و عرفان سے دور ُخذلان و طغیان کے مہیب اندھیروں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لیے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ معلمِ انسانیت ﷺ نے اسلام کی ابدی صداقتوں کے نور کو تاریک سینوں میں اس حکیمانہ انداز سے منتقل کیا کہ کثافت لطافت میں بدل گئی، بیگانگی اپنائیت میں، دوری قرب میں اور جہالت علم میں تبدیل ہوگئی۔ تاریخ انسانی میں یہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ میدانِ جنگ سے گرفتار ہونے والے دشمن کے سپاہی محض معلم ہونے کے باعث رہائی پا گئے ہوں۔ جنگِ بدر میں پکڑے جانے والے قیدیوں میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے انھیں صرف اتنی سی بات سے پروانۂ آزادی مل گیا کہ وہ مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھلا دیں۔ انسانیت سے یہ سوال سب سے پہلے قرآن مجید کی زبان میں پوچھا گیا:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر: 9)

''بھلا جاننے والے اور نہ جاننے والے (دونوں قسم کے لوگ) برابر ہو سکتے ہیں۔''

یہ بات بھی سب سے پہلے قرآن کریم ہی نے بتلائی ہے:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ......﴾ (مجادلہ: 11)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو اصحابِ علم و فضل ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بلند فرمائے ہیں۔''

قرآن کریم اور سنتِ نبوی ﷺ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت کی صحیح معرفت صرف اہلِ علم ہی کر سکتے ہیں' اسی لئے ارشاد فرمایا گیا کہ:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر: 28)

''اللہ کے بندوں میں سے تو صرف اہلِ علم ہی اپنے اللہ سے ڈرتے ہیں۔''

علم و حکمت کو خیرِ کثیر بھی سب سے پہلے اسلام نے ہی قرار دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہوتا ہے:

﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ......﴾ (البقرۃ: 269)

''جسے حکمت عطا کی گئی اُسے بہت سی بھلائی عطا کی گئی ہے۔''

رسول پاک ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ)) (سنن الترمذی)

''عابد پر عالم کی فضیلت اتنی ہے جتنی مجھے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔''

ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، اُس کے فرشتے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں اُس شخص کیلئے دُعا کرتی ہیں جو لوگوں کو نفع بخش علم سکھاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضور ﷺ نے یہ دُعا فرمائی ہے:

''اے میرے اللہ میں اُس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو انسانیت کو نفع نہ دے۔'' (نسائی کتاب العلم)

پس معلوم ہوا کہ احترام و تقدس کے قابل صرف وہ علم ہے جو انسانیت کو نفع دے اور معلم بھی وہی احترام و محبت کے لائق ہوگا جو نفع دینے والا علم سکھائے۔

علماء، اساتذہ اور معلمین علم کی ترویج و تبلیغ اور فروغ کا وسیلہ اور ذریعہ ہوتے ہیں۔ اُن کی قدر و منزلت آقا ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے

((اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ)) (سنن الترمذی)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''

اسی سلسلۂ تعلیم و تفہیم کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے ارشادِ گرامی فرمایا:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا)) (سنن ابن ماجہ)

''مجھے تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

ایک معلم کی عزت و توقیر آپ ﷺ کے اس فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ ''انسان کے تین باپ ہیں: والد، سسر اور اُستاذ''۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ خوشامد کہیں جائز نہیں مگر اُستاد کے سامنے جائز ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ علم سکھانے والا بہتر ہے۔

ایک مرتبہ معلمِ کائنات ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضرت سعد بن عبادہؓ کی آمد پر فرمایا:

((قُوْمُوْا لِسَيِّدِكُمْ)) (آداب المتعلمین)

''اپنے بڑے کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔''

ادب کے بارے میں ایک بار یوں ارشاد فرمایا:

''میرے رب نے مجھے حسنِ ادب سکھایا ہے۔'' (کشف الخفاء)

اُستاد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک بار یوں فرمایا:

''معلم کیلئے کائنات کی ہر شے دعائے خیر کرتی ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس فرمان سے ایک اُستاد کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ فرماتے ہیں:

''جس نے مجھے ایک لفظ پڑھایا اُس نے مجھے اپنا غلام بنالیا۔'' (آداب المتعلمین)

حضرت مصعبؓ کا فرمان ہے کہ: ''اگر تمھیں علم کی تلاش ہے تو اُسے کسی کے ہونٹوں سے حاصل کرو' اس طرح تمھیں منتخب علم حاصل ہوگا۔'' (بحوالہ تاریخِ تعلیم و تربیت)

تاریخ گواہ ہے کہ اہل علم کو اسلامی معاشرہ میں ہمیشہ قدر و منزلت اور توقیر و رفعت حاصل رہی ہے۔ اسی ضمن میں قاضی ابو یوسف کی زندگی کا واقعہ مشہور ہے۔ آپ حضرت امامِ اعظمؒ کے شاگرد تھے۔ اور آپ نے اپنے اُستاد کی زندگی میں ہی اپنا علیحدہ حلقۂ درس قائم کرلیا۔ حضرت امام اعظمؒ کو معلوم تھا کہ وہ علمی حوالے سے پختگی کو نہیں پہنچے۔ چنانچہ امام اعظمؒ نے پانچ دقیق سوالات کسی کے ہاتھ اُن کے پاس بھیجے کہ وہ ان کا جواب دیں لیکن قاضی ابو یوسف صحیح جوابات نہ دے سکے اور محسوس کیا کہ اُستاد سے علیحدہ ہو کر اُنہوں نے غلطی کی ہے۔ اس اعتراف کے بعد فوراً اپنے اُستاد کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر مزید علم حاصل کرنے لگے۔

ایک اُستاد کی حیثیت سے حضرت امام مالکؒ کی خودداری اور استغناء کا یہ حال تھا کہ ایک بار خلیفہ ہارون الرشید نے آپ سے درخواست کی میرے گھر آ کر حدیث پڑھائیں۔ آپ نے صاف انکار کر دیا فرمایا علم کو پست نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھیں پست کر دے گا۔ تمھیں اگر پڑھنا ہے تو خود حلقہ درس میں آیا کرو۔

(بحوالہ اسلام اور جدید سیاسی و عمرانی افکار)

حضرت امام بخاریؒ کو صرف اس وجہ سے بخارا سے نکال دیا گیا کہ آپ نے حاکمِ بخارا کے بیٹے کو شاہی محل میں جا کر پڑھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ علم کسی کے دروازے پر نہیں جایا کرتا۔

حضرت امام غزالیؒ کا قول ہے کہ طالب علم کو اُستاد کے سامنے اس طرح ہونا چاہئے جس طرح مردہ زمین کہ جس پر بارش ہوتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ علم و تقویٰ سے آراستہ خوش نصیبوں کا احترام علم کے حصول کا ذریعہ ہی نہیں' بلند بختی کی ضمانت بھی ہے۔ ایک دفعہ مامون الرشید کے دو بیٹوں کو ان کے اُستاد تعلیم دے رہے تھے۔ اُنہیں کہیں جانے کی ضرورت پڑی،

دونوں شہزادے ایک ساتھ اپنے اُستاد کی جوتیاں سیدھی کرنے کے لئے دوڑ پڑے۔ عجیب اتفاق تھا کہ دونوں ایک ساتھ پہنچے اور جوتیاں سیدھی کرنے کیلئے اُلجھ پڑے دیر تک ردّوقدح ہوتی رہی۔ آخر یہ بات طے پائی کہ دونوں ایک ایک جوتی اُستاد کے سامنے رکھیں۔

خلیفہ مامون کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے اُستاد کو بُلا بھیجا۔ جب اُستاد محترم خلیفہ کی خدمت میں پہنچے تو خلیفہ نے سوال کیا: فرمایئے' آج دنیا میں سب سے معزز کون ہے؟ اُستاد نے جواب دیا: امیر المؤمنین' اس وقت آپ سے بڑھ کو کون معزز ہوسکتا ہے۔ مامون الرشید نے کہا: نہیں' ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اصل اعزاز تو اُس شخص کو حاصل ہے' جس کی جوتیاں سیدھی کرنے کیلئے امیر المؤمنین کے بیٹے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے کوشاں ہوں اور اسے اپنے لئے باعثِ فخر سمجھیں۔ اُستاد نے کہا: امیر المؤمنین میں نے روکنے کا ارادہ کیا تھا' مگر خیال آیا کہ یہ اس سعادت سے کیوں محروم رہیں۔ خلیفہ نے کہا: اگر آپ منع فرماتے تو مجھے سخت ملال ہوتا۔ اس عمل سے میرے لڑکوں کی توقیر میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اس سے تو اُن کے مرتبہ میں اضافہ ہوا ہے۔ بے شک ماں باپ اور اساتذہ کا احترام اگر زندگی کا جزو بن جائے تو عزتیں اور وجاہتیں زندگی کے ہر گام پر استقبال کرتی ہیں۔

سکندرِ اعظم کو آدھی دنیا کا فاتح کہا جاتا ہے۔ اُستاد کی قدر و منزلت کے ضمن میں سکندرِ اعظم کی زبان سے نکلے ہوئے مندرجہ ذیل تاریخ ساز الفاظ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ ایک فاتح اعظم کس طرح اُستاد کی اہمیت کا اعتراف کر رہا ہے۔

''میرا باپ مجھے آسمان سے زمین پر لایا ہے اور میرے اُستاد نے مجھے زمین سے آسمان تک پہنچایا ہے۔

حکیم الأمت علامہ محمد اقبالؒ کو اپنے اساتذہ سے بے پناہ محبت تھی۔ ایک بار اپنے اُستاد شمس العلماء مولوی میر حسن کو سیالکوٹ کے بازار سے گزرتے دیکھا' آپ پر محبت و ادب کا اس قدر غلبہ ہوا کہ جوتے پہننے کا خیال تک نہ رہا' بے ساختہ برہنہ پا اُن کی طرف دوڑ پڑے۔ ننگے پاؤں ساتھ ساتھ جا رہے تھے یہاں تک اُستادِ گرامی کا گھر آ گیا۔

یہ ہیں وہ معاشرتی قدریں جو کسی معاشرے کو مضبوط تر بناتی ہیں' اور علم کے فروغ کا زریعہ بنتی ہیں۔ اساتذہ کرام کی عزت و توقیر کے بغیر ان سے کسبِ فیض ممکن نہیں۔ کیونکہ علم احترام و اخلاص سے ہی نافع بنتا ہے۔ احترام موجود نہ ہو تو کتابیں حفظ تو کی جاسکتی ہیں مگر تربیت و فیض کا نور قلب و ذہن میں منتقل نہیں کیا جاسکتا۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

صدر جنرل پرویز مشرف کے نام

کھلا خط

بنتِ زاہد

جنابِ جنرل پرویز مشرف'

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم ورحمہ اللہ و برکاتہ!

آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عظیم الشان مملکت کا صدر بننے کا موقع فراہم کیا ہے' اس پر آپ کو اُس ذات کا بے حد ممنون ہونا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ اس ذمہ داری سے عہدہ براہو سکیں۔

13 جولائی 2006ء بروز جمعرات آپ کی طرف سے کیا گیا ایک اعلان ٹی وی کی news reel میں دکھایا گیا۔ ''تعزیرات پاکستان میں ترمیم کی جائے گی۔ جنرل پرویز مشرف۔'' اس اعلان پر آپ واقعی تحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کے نام پر یہ خوبصورت ملک عطا فرمایا' اور اس کا آئین یقیناً اسلامی تعلیمات پر مبنی آئین ہی ہونا چاہیئے۔ آپ تعزیرات پاکستان میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں' ضرور کیجئے' مگر براوکرم پہلے اپنا قبلہ درست کر لیجئے۔

آپ اپنی ساری توانائیاں امریکہ کو خوش کرنے میں لگا رہے ہیں مگر یقین جانئے کہ وہ کبھی بھی آپ سے راضی نہیں ہوگا۔ قرآن کا اعلان ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴾ (سورۃ البقرہ)

''اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تم سے یہودی اور نہ عیسائی' جب تک کہ تم تابع ہو جاؤ ان کے دین کے۔ تم کہو بیشک اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے' اور اگر پیروی کی تم نے ان کی خواہشات کی اس کے بعد کہ آچکا ہے تمہارے پاس علم' تو نہیں ہوگا تمہارے لیے کوئی دوست اور نہ ہی مددگار۔''

اگر آپ اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کریں تو آپ کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔ اس رب کریم سے توبہ کے لیے رجوع تو کیجئے۔ اس کے دروازے تو ہمہ وقت ہم سب کے لیے کھلے ہیں۔ اور پھر اپ اس ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا اعلان کر دیں۔ آپ کو جو حیثیت عطا کی گئی ہے' اس کے تحت یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ آپ اعلان تو کریں' پھر آپ دیکھیں گے کہ کس طرح اللہ اور اُس کے بندے آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ اس مملکت کو بچانا چاہتے ہیں نا۔ ہم آپ کے اس جذبے میں پوری طرح شریک ہیں' لیکن اس مملکت کو بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ ہم سب اللہ کو راضی کریں نہ کہ یہود و نصاریٰ کو۔

اور پھر یہ بھی یاد رکھئے کہ ایک مضبوط اسلامی ریاست (اسلامی جمہوریہ پاکستان) ہی دنیا میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ضامن ہوسکتی ہے۔

اسرائیل امریکہ کی پشت پناہی میں اپنی من مانیاں کر رہا ہے۔ روزانہ کتنے ہی بے گناہ مسلمان اس کی بربریت کا شکار ہو رہے ہیں مگر UNO یا اُس کی سلامتی کونسل یا اور کسی بھی ادارے کو ان مظالم کا احساس تک نہیں ہوتا۔ وہ غزہ پر بمباری کرے یا لبنان پر' کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ ان حالات میں ایک مضبوط اسلامی مملکت کے قیام کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے' جو اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون کا نفاذ کر کے مظلوم انسانیت کو ظلم سے چھٹکارا دلا سکے۔

اگر آپ نے پاکستان کے آئین کو بدل کر اسے ایک مکمل اسلامی آئین بنا دیا تو تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور رہتی دنیا تک آپ کا نام موجود رہے گا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اِصلاح کی کوشش تو کریں۔ ہزاروں پاکستانیوں کی دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم سب اپنے ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں اور خدارا! ایک مسلمان ملک کے سربراہ ہونے کے ناطے اس مملکت کو صحیح معنوں میں ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' بنایئے' جہاں کا ہر قانون قرآن و سنت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین۔ ثم آمین)

مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

فرانس کے بعد راہب سینٹ برنارڈ جرمنی گیا۔ وہاں بھی عیسائیوں کی ایک کانفرنس بلائی۔ کانفرنس کی صدارت کے لیے جرمنی کے بادشاہ کانریڈ (Conrad) کو مدعو کیا۔ دھواں دھار تقریروں کے بعد سینٹ برنارڈ نے ایک بڑی صلیب بادشاہ کانریڈ کو تھمائی۔ بادشاہ نے صلیب کو چوما اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں بہ نفسِ نفیس قیادت کرنے کا عہد کیا۔

اب فرانس اور جرمنی کے متحدہ لشکر ایشیا کی طرف روانہ ہوئے۔ صلیبی جنونیوں کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا۔ حتیٰ کہ اِس لشکر میں نیزوں اور ڈھالوں سے مسلح عیسائی عورتوں کی بھی ایک فوج شامل ہو گئی تھی' جس کی قیادت فرانس کے بادشاہ کی ملکہ ایلیز کر رہی تھی۔ عورتوں کے اس لشکر کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ یہ سب عورتیں ہتھیار بند ہو کر گھوڑوں پر سوار تھیں۔ صلیبی مردوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اِن میں یورپ کی طوائفیں بھی شامل کر لی گئی تھیں' جن کی وجہ سے یورپ کے اوباش نوجوانوں کو بھی صلیبی جنگ میں حصہ لینے کی ترغیب ہوئی تھی۔

فرانس کا بادشاہ لوئی ہفتم اور جرمنی کا بادشاہ کانریڈ اپنی عبرت ناک شکست پر گلے مل کر خوب روئے اور دونوں نے عہد کیا کہ وہ واپس یورپ جانے کی بجائے یروشلم جائیں گے

ایشیائے کوچک میں صلیبیوں کی پٹائی

فرانس اور جرمنی کا متحدہ لشکر' جس کی تعداد تواریخ میں نو لاکھ درج ہے' یورپ سے چل کر پہلے قسطنطنیہ پہنچا وہاں اُس وقت امینول (Immanual) کی حکمرانی تھی۔ وہ نو لاکھ کے لشکر کو اپنے شہر میں دیکھ کر گھبرا گیا۔ تاہم مذہبی ناطے کے تحت اُس نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ انہیں ہر ممکن امداد دینے کا یقین دلایا' لیکن یورپ سے آنے والے بدمستیوں اور رنگ رلیوں میں مصروف رہے۔ قسطنطنیہ کے لوگ اُن سے بے زار ہو گئے' اور انہیں جلد از جلد عیسائیوں کا یہ دوسرا بڑا مقدس شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اب صلیبی لشکر ایشیائے کوچک کے مسلم علاقوں میں داخل ہوا۔

اُس زمانے میں ایشیائے کوچک میں سلطان مسعود سلجوقی کی حکومت تھی۔ سلطان مسعود کو جب صلیبیوں کے آنے کی خبر ہوئی' تب اُس نے مقابلے کی تیاری کی اور اپنے لشکر کو پہاڑوں کی چوٹی پر پھیلا دیا۔ سلجوقی جنگ آزمائی میں بڑے ماہر اور شجاع تھے۔ جنگ اُن کا رات دن کا مشغلہ تھا۔ لہٰذا جب صلیبی لشکر قریب آیا' تب جنگجو سلجوقیوں نے چاروں طرف سے اُن پر یلغار کر دی۔ صلیبی لشکر پہلے ہی رسد کی کمی اور راستے کی دشواریوں کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ سلجوقیوں کی بلائے ناگہانی سے بدحواس ہو گئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں بری طرح پٹ گئے۔

خود عیسائی مؤرخین کا بیان ہے کہ سلطان مسعود سلجوقی نے اِس لشکر کے لگ بھگ نو حصوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ بچا کھچا دسواں حصہ بڑی مشکل سے ہانپتا کانپتا شہر نیقیہ پہنچا۔ یہاں فرانس کا بادشاہ لوئی ہفتم اور جرمنی کا بادشاہ کانریڈ اپنی عبرت ناک شکست پر گلے مل کر خوب روئے اور دونوں نے عہد کیا کہ وہ واپس یورپ جانے کی بجائے یروشلم جائیں گے۔ لیکن کانریڈ اور اُس کے صلیبیوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور وہ دوبارہ کسی بھی صورت سلجوقی مسلمانوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ چند روز کے بعد وہ بہانہ کر کے قسطنطنیہ چلا گیا۔

تاہم فرانس کا بادشاہ لوئی ہفتم اپنے لشکر کو لے کر آگے بڑھا۔ عسکری مصلحتوں کے پیش نظر اُس نے اپنے لشکر کے دو حصے کر دیئے۔ ایک حصے کو آگے رکھا۔ اُس کی کمان اپنے ایک قابل کمانڈر جیوفرے کے سپرد کی اور دوسرا لشکر اپنے پاس رکھا۔ اُس نے جیوفرے کو حکم دیا کہ ان کے آگے جو کوہستانی سلسلہ آ رہا ہے' اُس کی چوٹی پر جا کر ٹھہر جائے۔ اس سلسلہ کوہ کا نام ''کوہ باباداغ'' تھا۔ کمانڈر جیوفرے والے لشکر میں ملکہ ایلیز بھی شامل تھی۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں پہاڑ کے دامن میں ایک سرسبز وادی نظر آئی۔ ملکہ نے اصرار کیا کہ ہمیں ایک دن کے لیے اِس خوبصورت وادی میں آرام کی خاطر قیام کرنا چاہیے۔ کمانڈر جیوفرے کی مرضی کے خلاف ملکہ کے کہنے پر' صلیبی لشکر نے نشیبی وادی کا رُخ کیا۔

جونہی لشکر نے پہاڑ کے اوپر چڑھنے کی بجائے نشیبی وادی کا رُخ کیا' سلجوقیوں نے' جو گھات لگائے بیٹھے تھے' اُس چوٹی پر قبضہ کر لیا' جہاں لوئی ہفتم اپنے لشکر کے ساتھ عنقریب پہنچنے والا تھا۔ لوئی ہفتم کو اس اہم واقعے کی ذرا بھی خبر نہ ہوئی کہ کمانڈر جیوفرے کا لشکر اوپر چوٹی پر چڑھنے کی بجائے' نیچے نشیبی وادی میں اُتر چکا ہے۔ چنانچہ جونہی بادشاہ چوٹی پر پہنچا' وہاں پہلے سے موجود سلجوقیوں نے اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ چاروں طرف سے ہلہ بول دیا۔ سارا لشکر مقتول ہوا۔ جتنے بھی سردار اس لشکر میں شریک تھے' ہلاک ہوئے۔ لوئی ہفتم بڑی مشکل سے گرتا پڑتا جان بچا کر بھاگا۔ اُدھر نشیبی وادی کا رُخ کرنے والا لشکر بھی بری طرح تباہ ہوا۔ ملکہ ایلیز اور کمانڈر جیوفرے جان بچا کر بھاگے۔ دونوں لشکر کے باقی ماندہ بھاگے ہوئے صلیبیوں کا ملاپ انطاکیہ میں ہوا۔

انطاکیہ میں اُس وقت عیسائی سردار ریمنڈ حکومت کرتا تھا۔ یہ شخص ملکہ ایلیز کا چچا تھا۔ ریمنڈ نے فرانسیسی لشکر کی خاطر مدارت بڑی فراخ دلی سے کی۔ یورپی عورتیں' خواہ شریف زادیاں ہوں یا طوائفیں' جب وہ انطاکیہ پہنچیں تو انہوں نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انطاکیہ میں بے حیائی کا وہ کھیل کھیلا کہ انطاکیہ کے لوگوں نے انہیں فوراً شہر سے نکل جانے کے لیے کہا۔ انطاکیہ کے حاکم ریمنڈ اور لوئی ہفتم کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔ لوئی اپنے لشکر کو لے کر انطاکیہ سے کوچ کرنے پر مجبور ہوا۔ عیسائی مورخین دوسری صلیبی جنگ میں شامل عورتوں کی ہوس رانیوں کا بڑے دُکھ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ دوسری صلیبی جنگ کی ناقابلِ فراموش شکست اور ناکامی کی بڑی وجہ عورتوں کی شمولیت اور اُن کی بے حیائی تھی۔

لوئی ہفتم اب اپنے لشکر کے ساتھ یروشلم پہنچا۔ جرمنی کا بادشاہ کانریڈ جو خوف کے مارے واپس قسطنطنیہ چلا گیا تھا' جب اُسے معلوم ہوا کہ فرانسیسی لشکر یروشلم پہنچ گیا ہے' تو وہ بھی قسطنطنیہ سے یروشلم پہنچ گیا۔ یورپ کے ان دو طاقتور حکمرانوں کے یروشلم میں اکٹھا ہو جانے سے عیسائیوں نے جشنِ مسرت منایا۔ اُن دنوں یروشلم کا بادشاہ بالڈون ثالث تھا۔ وہ یروشلم کی سلطنت کو وسیع کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اب جو اُس نے فرانس اور جرمنی کی متحدہ طاقت کو اپنی پشت پر دیکھا تو اُس کے دل میں ملک گیری کی خواہش زور پکڑ گئی۔ چنانچہ تینوں بادشاہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے سب سے پہلے دمشق پر قبضہ جمایا جائے۔

چنانچہ فرانس' جرمنی اور یروشلم کا متحدہ صلیبی لشکر ربیع الثانی 1147ء میں دمشق کے سامنے پہنچ گیا۔

(جاری ہے)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

فکرِ معاش اور اُس کا علاج

مرتب: حافظین

دعوتِ حق کو قبول کرنے کے اور اس کے لئے مجاہدہ کرنے میں ایک بڑی رکاوٹ معاش کا مسئلہ ہوتا ہے ۔ تاویلِ خاص کے طور پر نبی اکرم ﷺ کی دعوتِ توحید پر جن سعید روحوں نے لبیک کہا تھا ان پر جہاں مصائب و مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے وہاں ان کا معاشی مقاطعہ بھی کیا جا رہا تھا۔ لہٰذا اکثر لوگ آپ ﷺ کی دعوتِ حق کو سمجھتے ہوئے بھی اس کو قبول کرنے سے گریزاں تھے۔ اس لئے کہ اگر معاشی مقاطعہ ہو گیا تو کہاں سے کھائیں گے اور اپنے بال بچوں کو کیا کھلائیں گے۔ اس ماحول میں روکھی سوکھی روٹی کے بھی لالے پڑنے کا اندیشہ لاحق رہتا تھا۔

تاویلِ عام کے لحاظ سے دیکھئے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ اقامتِ دین کی جدوجہد فرض ہے جیسے فرمایا:

﴿ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (شوریٰ:13)

''دین کو قائم کرو (یا قائم رکھو) اور اس کے بارے میں کسی تفرقہ میں مبتلا نہ ہو جانا۔''

لیکن یہ قدم کیسے بڑھائیں! اندیشہ یہ لاحق ہے کہ کھائیں گے کیا؟ پہنیں گے کیا؟ معاش کا بندوبست کیسے ہوگا؟ دین کی طرف بڑھتا ہوں تو میرا کاروبار بیٹھتا ہے۔ سودی لین دین چھوڑتا ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ کاروبار کی بساط لپیٹ دوں۔ اگر رشوت لینا چھوڑ دوں گا تو اپنا معیارِ زندگی کیسے قائم رکھ سکوں گا، جس کا خوگر ہو چکا ہوں۔ میری بیوی بچے تو پراٹھوں کے عادی ہو چکے ہیں، اب ان کو سوکھی روٹی کیسے کھلاؤں گا! ان کو جو اعلیٰ تعلیم دلانے کے منصوبے ہیں ان پر عمل کیسے ہوگا۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ یہ وہ سب سے بڑی رکاوٹ اور سب سے بڑا مخمصہ ہے جس سے عام آدمی دوچار ہو جاتا ہے اور حق واضح ہونے کے باوجود اس کی پیش قدمی سے ہچکچاتا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات بھی ملتے ہیں۔ ایک وعظ میں فرماتے ہیں:

''کیوں فکر کرتے ہو کہ کیا کھاؤ گے اور کیا پیو گے؟ جنگل کی چڑیوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ نہ ہل چلاتی ہیں، نہ بوتی ہیں، نہ کاٹتی ہیں، نہ کھتوں میں بھر کر رکھتی ہیں، لیکن پھر بھی وہ صبح کو خالی پیٹ اپنے گھونسلوں سے نکلتی ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر لوٹ آتی ہیں۔ اے بے یقینو! جو آسمانی باپ ان کو کھلاتا پلاتا ہے' کیا وہ تمہیں نہیں کھلائے پلائے گا؟ تم کیوں اس فکر میں مبتلا ہو کہ کیا پہنو گے؟ جنگل کی سوسن کو نہیں دیکھتے! وہ نہ بوتی ہے، نہ کاتی ہے، نہ بنتی ہے۔ پھر بھی میں تم سے کہتا ہوں کہ جتنا شاندار لباس وہ پہنتی ہے سلیمانؑ بھی اپنی ساری شان و شوکت کے باوجود ایسا ملبس نہ تھا...... جو آسمانی باپ جنگل کی گھاس کو اتنا خوشنما لباس پہناتا ہے' کیا وہ تمہیں نہ پہنائے گا۔''

> حضرت عیسیٰؑ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں:
> کیوں فکر کرتے ہو کہ کیا کھاؤ گے' اور کیا پیو گے؟
> جنگل کی چڑیوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ نہ بوتی ہیں'
> نہ کاٹتی ہیں، نہ کھتوں میں بھر کر رکھتی ہیں، لیکن
> پھر بھی وہ صبح کو خالی پیٹ اپنے گھونسلوں سے نکلتی
> ہیں اور شام کو آسودہ ہو کر لوٹ آتی ہیں۔ اے
> بے یقینو! جو اُن کو کھلاتا پلاتا ہے' کیا وہ تمہیں
> نہیں کھلائے پلائے گا؟

یہ ہے توکل علی اللہ کا ایک انداز جو اب بھی محرف اناجیل میں موجود ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے رزق اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جیسے کہ سورۃ ہود میں فرمایا:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا﴾

(آیت:6)

''زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو اور جس کے متعلق وہ جانتا نہ ہو کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے''

تمام مخلوق کا رزق اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے، لیکن اے انسانو! تمہیں اللہ پر اعتماد نہیں ہے، تمہیں یقین نہیں ہے، تم اللہ پر توکل نہیں کرتے، تمہیں اپنے زورِ بازو پر بھروسہ ہے، تمہیں اپنے حساب کتاب پر زیادہ اعتماد ہے ......اگر تمہاری تھیلیاں بھری ہوں تو تمہارے دل کو سکون ملتا ہے، تمہاری تجوریوں میں اگر مال ہو تو تمہیں اطمینان ہوتا ہے، لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس پر تمہارا یقین نہیں ہے......اسلام نے زہد اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے زہد کی تعریف میں فرمایا کہ دنیا میں حقیقی زہد یہ نہیں کہ حلال کو اپنے اوپر حرام ٹھہرالو اور مال ضائع کرو، بلکہ حقیقی زہد تو یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس پر تمہارا یقین و ایمان اور اعتماد زیادہ قائم ہو جائے بنسبت اس کے جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یہی بات سورۃ الشوریٰ میں بھی فرمائی گئی ہے:

﴿اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ﴾

''اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے، جسے وہ چاہتا ہے سب کچھ دیتا ہے، اور وہ بڑی قوت والا اور زبردست و غالب ہے''۔

لطیف کے یہاں دو معانی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ دوسرے یہ کہ بندوں کی جو ضروریات ہیں اللہ تعالیٰ ان کی باریک ترین صفات کو بھی جانتا ہے۔ تمہیں پتہ نہیں کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت پڑے گی، اللہ کو معلوم ہے۔ کون بچہ جانتا ہے کہ مجھے ماں کے پیٹ سے برآمد ہوتے ہی غذا کہاں سے ملے گی؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی غذا کا اہتمام اس کی پیدائش سے پہلے ہی کر رکھا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری تمام ضروریات کا انتظام پہلے سے کیا ہوا ہے۔ سورۃ الطلاق میں یہی بات بڑے پیارے اور اطمینان بخش الفاظ میں فرمائی گئی ہے:

''اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا اور اس کی ضروریات وہاں سے پوری کرے گا جہاں سے اسے گمان تک نہ ہو۔ اور جو اللہ پر توکل کرے تو اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ بلاشبہ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔''

لہٰذا اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پر توکل تو کرو، اس کے راستے پر آؤ تو سہی' وہ تھوڑا سا امتحان ضرور لے گا کہ واقعی مجھ پر توکل ہے یا جھوٹ موٹ کا توکل کر کے آیا ہے۔ واقعی ہم پر اعتماد ہے یا (باقی صفحہ 14 پر)

حدودِ اسلامی کا تحفظ اور ہماری ذمہ داریاں

عبدالقدوس محمدی

''مجلس تحفظِ حدود اسلامی'' کے زیر اہتمام اسلام آباد میں منعقد ہونے والا علماء و مشائخ کنونشن ''دیر آید درست آید'' کے مصداق اپنی نوعیت کا انتہائی اہم' مفید اور موثر ترین اجتماع تھا...... اس اجتماع کے یقیناً دور رس اثرات مرتب ہوں گے اور یہ کنونشن حدودِ اسلامی کے خلاف بننے والے منصوبوں اور سازشوں کی روک تھام کے لیے بنیاد ثابت ہوگا...... علماء و مشائخ کنونشن موجودہ عہد کے جس انتہائی اہم' حساس اور نازک مسئلے کے حوالے سے انعقاد پذیر ہوا اس کے بارے میں آج کے کالم میں چند گزارشات پیش کرنی ہیں۔

☆...... حدود آرڈیننس ہو یا دیگر اسلامی اقدار و روایات یہ کن لوگوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے ہیں......؟ کون ان سے خائف ہے؟ کون پاکستان سے اسلام کی ایک ایک شناخت اور ایک ایک روایت کو مٹا ڈالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے' بالخصوص گزشتہ دنوں حدود اسلامی کے حوالے سے ابلاغی پروپیگنڈے کا جو طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا اس کے لیے پیسہ کس نے دیا؟ ڈوری کہاں سے ہلی؟ احکامات کس نے صادر کیے......؟ اور حدود کے خلاف چلنے والی اس مہم کا فائدہ کون اٹھائے گا؟ ان سوالات کے جوابات اب کسی سے ڈھکے چھپے نہیں رہے...... اس میڈیا مہم' صدر کی سربراہی میں منعقدہ اجلاس' اسلامی نظریاتی کونسل کی فکرمندی اور این جی اوز کے تنخواہ دار طبقات کی پھرتیاں دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہا کہ حدود آرڈیننس کے بارے میں کیا فیصلہ کرلیا گیا ہے؟

اس ساری صورتحال کے تناظر میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علماء کرام اور دین کا درد رکھنے والوں کو مسئلے کی سنگینی کا احساس و ادراک کرتے ہوئے فوری طور پر فکرمند ہو جانا چاہئے۔ یہ کوئی ایسا معمولی معاملہ نہیں جس پر آنکھیں بند کرلی جائیں' ٹھنڈے پیٹوں اسے ہضم کرلیا جائے بلکہ حدود اللہ کے قانون کو ختم کرنے یا مختلف حیلوں بہانوں سے اسے ناقابل عمل اور متنازعہ بنانے کا مطلب دین کا حلیہ بگاڑنے اور قرآنی و اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانا ہے لیکن یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اس کام کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے...... ساری صلاحیتیں صرف کی جارہی ہیں...... پانی کی طرح پیسہ بہایا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف اس یلغار کے سامنے جس قسم کی مزاحمت اور ردعمل کی ضرورت تھی پہلے مرحلے میں وہ مزاحمت اور ردعمل دیکھنے کو نہیں ملا اور ایک عرصہ تک مکمل سکوت طاری رہا' صرف سکوت نہیں بلکہ بہت سے ایسے نامی گرامی علماء و رہنما جن سے مزاحمت کی توقع کی جاسکتی تھی' وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس مہم کا حصہ بنے رہے...... جب حدود آرڈیننس کے خلاف مہم کا آغاز ہوا تھا اسی وقت اگر کسی جانب سے کوئی توانا آواز اٹھ جاتی...... گستاخ ذرائع ابلاغ کو باز رکھنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی کرلی جاتی تو آج نوبت یہاں تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ لیکن اب بھی دیر سے ہی سہی تمام مکاتب فکر کے علماء کرام

> آج ہم تاریخ کے ایک انتہائی نازک موڑ پر کھڑے ہیں۔ اگر خدانخواستہ دین دشمن قوتیں حدود آرڈیننس کے بھاری پتھر کو اپنے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو پھر رفتہ رفتہ اسلام کی تمام قدریں پامال کر دی جائیں گی

کی بیداری' فکرمندی اور اس حساس مسئلے پر ایک جگہ جمع ہو جانا بلاشبہ غنیمت ہے اور اب بھی اگر صرف ایک کنونشن میں شرکت کو ہی فرض کفایہ کی ادائیگی تصور نہ کرلیا گیا بلکہ جہدِ مسلسل اور سعی پیہم جاری رہی تو ان شاء اللہ دشمنان دین کبھی بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو پائیں گے۔

☆......حدود آرڈیننس کے حوالے سے بعض ذرائع ابلاغ نے عوام الناس کے ذہنوں میں عجیب و غریب شکوک و شبہات اور اشکالات و اعتراضات کے کانٹے بو دیئے ہیں جبکہ ادھر صورتحال یہ ہے کہ عوام تو عوام خود کئی علماء کرام بھی حدود اور حدود آرڈیننس کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مجلس تحفظ حدود اسلامی جید اور ماہر علماء کرام پر مشتمل ایک پینل بنا کر ایسا مواد' کتب اور لٹریچر تیار کروائے جس میں حدود آرڈیننس کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو ہو...... اس کے پس منظر اور پیش منظر کا تذکرہ ہو...... حدود آرڈیننس کے خلاف ہونے والی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو طشت از بام کیا جائے' حدود آرڈیننس اور انگریزی قانون کے تقابلی جائزے کے ذریعے حدود آرڈیننس کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کیا جائے ...... اور بالخصوص حدود آرڈیننس کے حوالے سے ''ذرا سوچئے'' کے خوشنما عنوان کے تحت جو سوالات و اشکالات اٹھائے گئے ہیں' ان کے تسلی بخش جوابات دیئے جائیں۔ تاکہ پہلے خود خواص اصل حقائق سے آگاہ ہوسکیں اور اس کے بعد عوام الناس کی صحیح طریقے سے رہنمائی کی جاسکے۔

☆...... حدود آرڈیننس کے حوالے سے اسلام آباد میں منعقد ہونے والے کنونشن کو بلاشبہ بارش کا پہلا قطرہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ سلسلہ اب رکنا نہیں چاہیے۔ اس قسم کے کنونشنز اور کانفرنسوں کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے اور شہر شہر ہی نہیں بلکہ بستی بستی اور محلے محلے میں اس عنوان پر کنونشنز کا انعقاد ہونا چاہئے...... اسلام آباد کنونشن میں قائدین کی تشریف آوری تو بلاشبہ مثالی اور بھرپور تھی لیکن حاضرین و سامعین میں روایتی دینی طبقہ ہی دیکھنے کو ملا جبکہ یہ مسئلہ ایسا ہے جس سے عوام سب سے زیادہ متاثر ہوئے' اس لیے اصل میں عوام الناس تک اپنی بات پہنچانے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور ان کی ذہنی تطہیر بہت ضروری ہوگئی ہے۔ اس لیے جمعہ کے اجتماعات میں' دروس قرآن وغیرہ کی مجالس میں بھی عوام کی ذہن سازی کرنے کی ضرورت ہے...... حدود آرڈیننس کی بقا تو بعد کی بات ہے اس وقت تو ذرائع ابلاغ کی شرانگیز مہم کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کے ایمان خطرے میں پڑے ہوئے ہیں' ان کے ایمانوں کا تحفظ اولین مسئلہ ہے۔

☆...... اسلام آباد کنونشن میں کئی ایسے علماء بھی تشریف لائے جو حدود آرڈیننس کے حوالے سے میڈیا پر ہونے والے مباحثوں میں بھی شریک رہے۔ جب ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو سب کا ایک ہی موقف اور ایک ہی گلہ تھا کہ ہمارے موقف کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کیا گیا ہے اور ہماری مکمل بات نشر ہی نہیں کی گئی...... جب سب جانتے ہیں کہ وہ ذرائع ابلاغ بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہیں...... اپنے مطلب کی بات کو نمایاں کرکے پیش کرتے ہیں...... اور صحیح لوگوں کو اول تو موقع نہیں دیتے...... اگر اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے مجبوراً کسی ٹھیک آدمی کو موقع دینا بھی پڑے تو اس کے موقف کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے...... یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے سمجھ نہیں آتی کہ کچھ حضرات ہمیشہ کیونکر ایسے لوگوں کو اپنا کندھا پیش کردیتے ہیں...... ایسے تمام حضرات جو اسلام کے سچے

سفیر اور اہل حق کی حقیقی نمائندگی کے دعویدار ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اس مہم کے اسباب و محرکات کے منظر عام پر آجانے کے بعد ان ذرائع ابلاغ کے ساتھ کھلم کھلا بائیکاٹ کا اعلان کریں اور آئندہ ان کے کسی پروگرام مذاکرے یا مباحثے میں شریک نہ ہونے کا اعلان کریں۔

☆...... ہمارے حکمران ایک عرصے سے اپنے م نہاد روشن خیال ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اور اسلام کے ایک ''جدید ایڈیشن'' کی تیاری کے لیے مصروف عمل ں۔ اس سلسلے میں مختلف اداروں کی باگ ڈور ''روشن یالوں'' کے ہاتھ میں تھما دی گئی ہے......اسی طرح نام نہاد نشوروں پر نوازشات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اس سلسلے ں اسلامی نظریاتی کونسل کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے' یہ دارہ غیر اسلامی قوانین و معاملات کو اسلام کے سانچے میں ھالنے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا لیکن اب آثار و قرآئن بتا رہے ہیں کہ اس ادارے کے ہاتھ میں ایسا رندا تھما دیا گیا ہے جس سے حدود آرڈیننس بچ پائے گا اور نہ ہی اسلامی شعائر و احکامات...... اس لیے وہ تمام علماء جو نظریاتی کونسل کے رکن ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے دامنوں پر حدود آرڈیننس کے خلاف جاری سازش کے چھینٹے پڑنے سے پہلے اپنے دامن جھاڑ کر باہر آجائیں اور ماضی کی اسلامی نظریاتی کونسل اور حال و مستقبل کی ''غیر اسلامی نظریاتی کونسل'' کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیں۔

☆...... اسی طرح اسمبلیوں میں آج الحمد اللہ اہل حق اور دینداروں کی کافی نمائندگی موجود ہے لیکن حدود کے مسئلے میں صرف چند حضرات ہی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں جبکہ مسئلے کی سنگینی کو دیکھا جائے تو تمام حضرات کو فکرمند ہونا چاہیے بلکہ دیگر جماعتوں میں موجود شریف الطبع' منصف مزاج اور اسلام پسند لوگوں کو بھی اپنا ہمنوا بنانا چاہیے۔

☆......اسلامی ذرائع ابلاغ خواہ ان کا حلقہ اثر کتنا ہی محدود کیوں نہ ہو انہیں اس حوالے سے شعور بیدار کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے...... دینی مجلات و رسائل کے خصوصی نمبرز شائع کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور قومی ذرائع ابلاغ سے وابستہ افراد بالخصوص ایسے صحافیوں کو اصل حقائق سے باخبر کرنا اشد ضروری ہے جو وسیع حلقۂ قارئین رکھتے ہیں۔

الغرض آج ہم تاریخ کے ایک انتہائی نازک موڑ پر کھڑے ہیں۔ اگر خدانخواستہ دین دشمن قوتیں حدود آرڈیننس کے اس بھاری پتھر کو اپنے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں تو کل قانون توہین رسالت کی باری آئے گی اور پھر رفتہ رفتہ اسلام کی تمام قدریں پامال کر دی جائیں گی (العیاذ باللہ) اس لیے آج ہم نے پوری بیداری' غیرت اور مستعدی کا ثبوت دینا ہے۔ اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ (بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

بقیہ: فکر معاش

صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ پھر جو اپنے آپ کو بالکلیہ اس کے حوالے کر دے تو وہ اس کی دستگیری فرماتا ہے۔ غور کیجئے' اگر آپ اپنے آپ کو کسی شریف النفس اور با مروت انسان کے حوالے کر دیں تو وہ کبھی آپ کو بے سہارا نہیں چھوڑے گا' تو کیا اللہ آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا؟ ہرگز نہیں' سورۃ الحدید میں فرمایا:

﴿هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾

''تم جہاں کہیں بھی ہو گے وہ تمہارے ساتھ ہے۔''

وہ تم سے زیادہ تمہاری ضروریات کو جاننے والا ہے۔ وہ تم سے زیادہ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا ہے۔ تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم کبھی کبھی اپنے لئے خیر مانگتے ہوئے شر مانگ بیٹھتے ہو۔

﴿وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ﴾

(بنی اسرائیل:11)

انسان بعض اوقات اپنے خیال میں خیر مانگ رہا ہوتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ اپنے لئے شر مانگ رہا ہوتا ہے، اس لئے کہ اسے معلوم نہیں ہے کہ جو چیز مانگ رہا ہے وہ میرے حق میں خیر نہیں بلکہ شر ہے...... تم سمجھتے ہو کہ وہ مچھلی ہے جو تم مانگ رہے ہو حالانکہ وہ سانپ ہے۔ وہ تمہیں مچھلی نظر آتی ہے۔ وہ تمھارے ہاتھ نہ لگی تو تم دل گرفتہ ہو گئے کہ اتنی دیر بعد ایک مچھلی نظر آئی تھی وہ بھی نکل گئی، مجھ پر یہ کتنا ظلم ہو گیا۔ تمہیں کیا معلوم کہ پکڑ لیتے تو ہلاکت سے دوچار ہوتے۔

یہی بات سورہ الکہف میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے واقعہ میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت خضرؑ نے جب مسکینوں کی کشتی میں عیب پیدا کر دیا تو حضرت موسیٰؑ کو جلال آیا تھا اور انہوں نے اس پر اعتراض کیا......کیا آپ اس میں شگاف ڈال کر سب کشتی والوں کو ڈبونا چاہتے ہیں؟ اب ظاہر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کو تشویش ہوئی تو کشتی کے مالکوں کو کیوں نہ ہوئی ہوگی۔ لیکن حضرت خضرؑ نے اللہ کے حکم سے اس کا تختہ اس لئے اکھیڑا تھا کہ اگر یہ عیب پیدا نہ ہوتا تو بادشاہ نے کشتی ضبط کر لینی تھی۔ وہاں تو پوری کشتی کا نقصان تھا، یہاں تو صرف ایک تختہ اکھڑا ہے جس کی واپس جا کر مرمت ہو جائے گی۔ لیکن یہ حقائق کسی کو معلوم نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت خضرؑ کو اس پر مطلع کیا تھا۔ یہی ہے اصل میں معاملات کے ظاہر و باطن کا فرق۔ اللہ ہمیں کامل توکل عطا فرمائے! آمین

✿✿✿

ضرورت ہے ایک تیماردار خاتون کی

ایسی خاتون جو ایک جزوی طور پر معذور' بیمار خاتون کی تیمارداری خدمت کے جذبے سے کر سکیں۔ اوقات کار رات دس بجے سے صبح سات بجے تک ہوں گے۔ اُن کو معقول مشاہرہ دیا جائے گا' اور اسلامی احکام کے مطابق ضروری پردہ داری وغیرہ کا پورا لحاظ رکھا جائے گا۔

برائے رابطہ: قمر سید قریشی: 0321-9467080

فون: 042-5838902

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ سیالکوٹ کی رہائشی' 30 سالہ بی اے ایل ایل بی' شرعی پردے کی پابند لڑکی کے لیے دینی و تحریکی مزاج کے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-9439109 0300-4204035

☆☆☆

☆ 34 اور 35 سالہ سید خاندان کی باشرع لڑکیوں کے لیے دینی گھرانوں سے مناسب رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 042-6315532

23'29 اور 22 سالہ دینی مزاج رکھنے والی تین بہنوں کے لیے دینی گھرانوں سے مناسب رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 042-6362472

دعائے مغفرت

☆ سوات سے تعلق رکھنے والے رفیق تنظیم حضرت یوسف جو عرصہ دراز سے مشرق وسطیٰ میں مقیم تھے' گزشتہ دنوں انتقال کر گئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ سرحد جنوبی (اُسرہ نوشہرہ کینٹ) کے مبتدی رفیق خورشید احمد صدیقی بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔

☆ عبدالوحد عاصم صاحب جو انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی میں اہم ذمہ داریوں پر فائز رہے' قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ نشر و اشاعت کے حوالہ سے دونوں Organizations میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ اگر بیوی ساس کی وجہ سے گھر میں بدمزگی پیدا کرے تو کیا کیا جائے؟

☆ علم نجوم اور دست شناسی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

☆ کیا شادی سے قبل اپنی منگیتر سے ملاقات جائز ہے؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ کسی سے کہنا کہ ''آپ میرے حق میں دُعا فرمائیں۔ آپ نیک آدمی ہیں اللہ آپ کی زیادہ قبول فرماتا ہے''۔ یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ وسیلہ اور سفارش کی نفی قرآن میں ہے۔ جن بزرگان سے دُعا کرائی جاتی ہے' کیا اُنہیں اپنے بارے میں علم ہے کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا' جبکہ حضرت عمر فاروقؓ جیسی ہستی کا قول ہے کہ برابر برابر پر چھوٹ جاؤں تو کامیابی ہے اور خود حضور ﷺ کا قول ہے کہ میں بھی اللہ کے فضل سے جنت میں جاؤں گا۔ ازراہ کرم وضاحت کیجیے کہ حقیقت کیا ہے؟ (محمد طاہر)

ج: وسیلہ دو قسم کا ہے' ایک جائز ہے اور دوسرا ناجائز۔ جائز وسیلہ وہ ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کا وسیلہ پکڑنا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها**

2۔ اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جیسا کہ بخاری کی روایت ہے کہ غار میں پھنس جانے والے تین افراد نے اپنے نیک اعمال کو اپنی دعا میں وسیلہ بنایا تھا۔

3۔ کسی زندہ شخصیت یعنی نیک' متقی بزرگ کو وسیلہ بنایا' جیسا کہ صحابہ کرامؓ اللہ کے رسول ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے آپؐ کی وفات کے بعد ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر حضرت عباسؓ سے دعا کروائی۔

ان صورتوں کے علاوہ وسیلہ کی کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جو قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو وہ ناجائز اور بدعت ہے جیسا کہ کسی فوت شدہ شخص کو اپنی دعا میں وسیلہ بنانا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

س: بعض لوگ پیپر میرج کر لیتے ہیں' کیا یہ صحیح ہے؟ (ندیم)

ج: پیپر میرج غلط ہے۔ شادی وہی ہوتی ہے جو نباہ کی نیت سے کی جائے' ورنہ نکاح ہوتا ہی نہیں۔

س: کیا چالیس سال کی عمر کے بعد طلاق دینا یا لینا گناہ ہے؟ (سائرہ)

ج: طلاق ویسے ناپسندیدہ فعل ہے لیکن اس میں عمر کی کوئی قید نہیں۔

س: کوئی شخص شادی سے قبل اپنی منگیتر کو دیکھنے کے لیے اور خیالات جاننے کے لیے ملاقات کرنا چاہتا ہے' کیا یہ جائز ہے؟ (عباس)

ج: دیکھنا صرف اس طریقے سے کہ ایک جھلک دیکھ لی جائے جائز ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ خیالات جاننے کے لیے ملاقاتیں کرنا جائز نہیں ہے۔ یورپ اور امریکہ میں ایک دوسرے کے خیالات جاننے اور سمجھنے کے لیے کئی کئی سال ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں' لیکن شادی کے چند دن بعد ہی طلاق ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارے دین کی تعلیمات سچی ہیں' جس میں ایسی ملاقاتوں کی اجازت نہیں دی گئی۔

س: ماں زیادہ سے زیادہ کتنی مدت تک بچے کو دودھ پلا سکتی ہے؟ (نادیہ)

ج: راجح قول کے مطابق زیادہ سے زیادہ 30 ماہ یعنی ڈھائی سال' اس سے زائد نہیں۔

س: اگر بیوی اپنی ساس کی وجہ سے گھر میں بدمزگی پیدا کرے اور مرد کے سمجھانے کے باوجود حالات ٹھیک نہ ہوں' جبکہ مرد کی والدہ بوڑھی بیوہ ہوں اور مرد اس قابل نہ ہو کہ ماں کو علیحدہ رکھ سکے۔ اس کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ (اکرم)

ج: ایسی صورت میں بیوی کو بڑے پیار اور احسن طریقے سے سمجھائے۔ اگر خدانخواستہ کسی صورت نہ سمجھے تو اسے طلاق کی دھمکی دے اور اگر پھر بھی حالات نہ سدھریں تو مارنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ بیوی غلطی پر ہو۔ اگر پھر بھی معاملہ ٹھیک نہ ہو تو طلاق بھی دے سکتا ہے۔ اس لیے کہ ماں کی جو عظمت ہمارے دین میں بتائی گئی ہے اس کے مطابق ماں کا حق ہے کہ اس کی بھرپور خدمت کی جائے۔ کسی بھی مرد کو اور بیوی تو مل سکتی ہے لیکن اور ماں نہیں مل سکتی۔ البتہ اگر یہ بات سامنے آئے کہ ماں غلطی پر ہے اور وہ بلا جواز بہو کو ذہنی کرب میں مبتلا کیے ہوئے ہے تو ایسی صورت میں ماں کو پورے ادب کے ساتھ اس کی غلطی سے آگاہ کرے اور بیوی کو بھی صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی تلقین کرے۔

س: علم نجوم اور دست شناسی کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ ازراہ کرم مفصل جواب دیجیے۔ (امیر خان)

ج: علم نجوم اور دست شناسی ایک ایسا علم ہے کہ جس کا ماہر عالم الغیب ہونے اور لوگوں کو مستقبل میں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ جو آدمی کسی نجومی یا کاہن کے پاس آتا ہے اور اس کی بتلائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرتا ہے تو ایسا شخص اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کا منکر یعنی کافر ہے۔

س: آج کل موبائل فون میں اللہ تعالیٰ کے نام اور قرآنی آیات ہوتی ہیں۔ ایسے موبائل کو شلوار یا پینٹ کی جیب میں رکھنا یا واش روم لے جانا کیسا ہے؟ (عمران)

ج: اگر اللہ کا نام یا قرآنی آیات Screen Saver پر ہیں تو پھر ناجائز ہے' اس لیے کہ موبائل فون on حالت میں Screen Saver پر موجود عبارت ظاہر رہتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ موبائل میں صرف feed ہیں تو پھر موبائل کو باتھ روم لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کالم ''تفہیم المسائل'' میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

حیدرآباد و ٹنڈو آدم میں توسیع دعوت پروگرام

23 جون' ہفتہ کی شام بعد نماز عصر' 18 افراد پر مشتمل قافلہ امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں جناب محمد نسیم الدین کی قیادت میں توسیع دعوت کے سلسلے میں حیدرآباد پہنچا۔ تنظیم اسلامی حیدرآباد کے دفتر میں رات دس بجے عامر خان نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ شدید گرمی کے باوجود اس پروگرام میں 125 مرد اور 25 خواتین شریک ہوئیں۔ اس موقع پر مکتبہ بھی لگایا گیا۔

کھانا کھانے کے بعد کراچی سے آئے ہوئے تمام رفقاء اور چند مقامی قریبی مسجد میں قیام کی غرض سے چلے گئے۔ بعد نماز فجر جمیل احمد خان نے درس حدیث دینے کی سعادت حاصل کی۔ ناشتے کے بعد کراچی سے آنے والے ساتھیوں کی ایک تربیتی نشست مسجد ہی میں ناظم دعوت حلقہ سندھ زیریں جناب عامر خان کی زیر نگرانی ہوئی۔ ان ہی اوقات میں امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں نے حیدرآباد کے رفقاء سے دفتر تنظیم میں ملاقات کی' اور باقاعدہ تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اور امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی جانب سے جناب محمد شفیع لاکھو صاحب کو تنظیم اسلامی حیدرآباد کا امیر مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

اتوار کو تقریباً 12 بجے کراچی کے تمام ساتھی' ٹنڈو آدم کے لیے روانہ ہوئے اور قبل از ظہر ٹنڈو آدم پہنچ گئے۔ ٹنڈو آدم میں' السعید اسلامک سکول میں قیام ہوا۔ دورہ ٹنڈو آدم کے روح رواں' تنظیم اسلامی حیدرآباد کے رفیق تنظیم محمد دین تھے۔ ہمارے یہ ساتھی نابینا ہونے کے باوجود بہت متحرک اور فعال ہیں۔ ٹنڈو آدم میں بعد نماز ظہر کئی مساجد میں بروشرز تقسیم کیے گئے اور کارنر میٹنگز بھی کی گئیں۔ اسی اثنا میں حیدرآباد سے بھی چند رفقاء اور امیر تنظیم حیدرآباد' ٹنڈو آدم پہنچ گئے۔

عصر سے پہلے امیر حلقہ سندھ زیریں نے چند مقامی معززین سے خصوصی ملاقات کی۔ بعد نماز عصر السعید اسلامک سکول میں ہی عامر خان نے ''دین اور مذہب کا فرق'' کے موضوع پر ایک پُراثر خطاب کیا۔ رفقاء کے علاوہ تقریباً 50 مقامی افراد نے بھی شرکت کی۔ مکتبہ بھی لگایا گیا تھا۔ پروگرام کے شرکاء میں چند کتابیں اور بانی تنظیم کی ایک آڈیو کیسٹ بھی تحفتاً پیش کی گئیں۔ تقریباً سات بجے (شام) یہ قافلہ واپس کراچی کے لیے عازم سفر ہوا۔ (مرتب: محمد یوسف صدیقی)

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب غربی کا سہ روزہ دعوتی اجتماع

حلقہ پنجاب غربی کا سہ روزہ دعوتی' تربیتی اور مشاورتی اجتماع 24 تا 26 جون 2006ء مرکز تنظیم مسجد جامع القرآن میں ہوا۔ امیر حلقہ اور تنظیم اسلامی فیصل آباد کے رفقاء 24 جون صبح آٹھ بجے پہنچ گئے۔ اس پروگرام میں میانوالی سے 3 اور جوہر آباد سے 2 رفقاء تشریف لائے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر نو بجے تربیتی نشست کا آغاز ہوا۔ جس میں تمام رفقاء کی انفرادی دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ پروفیسر خان محمد نے رفقاء کے سامنے انفرادی رابطہ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ امیر حلقہ اور مقامی ناظم تربیت عبدالسمیع نے نئے رفقاء سے ملاقات کی۔ تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی کے امیر ملک احسان نے مقامی امیر ڈاکٹر رفیع الدین کے کلینک پر احباب کے سامنے تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی۔

نماز عصر کے بعد مختلف مساجد میں دعوتی پروگرام ہوئے۔ جامع مسجد النور نیو سیٹلائٹ ٹاؤن میں بشیر احمد صاحب نے توحید عملی پر درس دیا۔ بعد از مغرب جامع مسجد شہدائے بدر میں درس ہوا' جامع مسجد گلشن جمال میں ڈاکٹر شادی بیگ نے درس دیا اور امیر حلقہ رشید عمر نے رفیق تنظیم طاہر بشیر کی رہائش گاہ پر احباب کو تنظیم کی بھرپور دعوت دی۔ اس پروگرام میں 18 احباب نے شرکت کی۔ بعد از نماز عشاء جامع مسجد کی شمشیر ٹاؤن میں پروفیسر خان محمد نے سورۃ الحج کی آخری دو آیات کی روشنی میں موجودہ دور میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں' شہادت علی الناس کے فریضہ کی اہمیت کو بیان کیا۔

25 جون کو بعد از نماز فجر جامع مسجد فاروقیہ واٹر سپلائی روڈ میں ڈاکٹر شادی بیگ نے' جامع مسجد قادریہ بلاک 32 میں بشیر احمد نے اور مرکز تنظیم مسجد جامع القرآن میں ملک احسان درس دیئے۔

ناشتہ سے فراغت کے بعد دس بجے حلقہ کی مشاورت کا آغاز ہوا جو تقریباً ایک بجے اختتام کو پہنچا۔

بعد از نماز عصر جامع مسجد توحید اہلحدیث میں نعمان صاحب نے عبادت رب کے موضوع پر مختصر مگر جامع درس دیا۔ بعد از نماز مغرب مسجد جامع القرآن میں دعوتی پروگرام ہوا۔ ملک احسان الٰہی نے تنظیم اسلامی کی دعوت احباب کے سامنے پیش کی۔ بعد از نماز عشاء جامع مسجد النور میں ڈاکٹر شادی بیگ نے ''راہ نجات: سورۃ العصر کی روشنی میں'' پر گفتگو کی۔ جامع مسجد شہدائے بدر میں بعد از نماز مغرب بشیر احمد نے تنظیم اسلامی کی دعوت پر گفتگو کی۔ جامع مسجد کلی میں نماز عشاء کے بعد پروفیسر خان محمد نے سورۃ الحج کی آخری دو آیات کا بقیہ حصہ مکمل کیا۔

26 جون بعد از نماز فجر جامع مسجد فاروقیہ میں بشیر احمد نے' جامع مسجد قادریہ میں ڈاکٹر شادی بیگ نے اور مرکز تنظیم میں پروفیسر خان محمد نے دروس دیئے۔ نو بجے مقامی امیر ڈاکٹر رفیع الدین کی رہائش گاہ پر ایک پروگرام ہوا۔ امیر حلقہ رشید عمر نے ''معاشرے کی تشکیل نو کے بارے میں بات کرنے والے حضرات کے اصل مقاصد'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس پروگرام میں 25 احباب نے شرکت کی۔ جامع مسجد ربانی اہلحدیث میں بشیر احمد نے تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی۔

ان تمام پروگراموں کے بعد تمام رفقاء ڈاکٹر رفیع الدین کی رہائش گاہ پر اکٹھے ہوئے اور اختتامی دعا کے بعد یہ سہ روزہ تربیتی' دعوتی و مشاورتی اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

(مرتب: حافظ محمد زین العابدین' سرگودھا

جماعت اسلامی کا درس اور تنظیم اسلامی کا مکتبہ

27 جون تا 2 جولائی' 6 روزہ فہم قرآن وسنت کلاس کا اہتمام جماعت اسلامی نے علاقہ مسکین پورہ (نزد مغلپورہ) میں اوپن ایئر گرین بیلٹ پر کیا تھا۔ اس کے اوقات پونے پانچ سے ساڑھے چھ بجے تھے۔ اور چھ دنوں کے چھ مختلف موضوعات تھے۔ پروگرام کے چوتھے روز کا موضوع تھا: ''سودی معیشت اور تباہ کاریاں''۔ میرے ذہن میں خیال آیا کہ ایک کتاب ''سود کی حرمت' خباثتیں' اشکالات'' کے نام سے مکتبہ خدام القرآن نے شائع کی ہے اور موضوع کی مناسبت سے لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی۔

میں نے فوراً مرکز گڑھی شاہو میں عاطف عماد سے رابطہ کیا۔ انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی اور نہ صرف سود والی کتاب بلکہ کئی اور کتابیں' کتابچے اور سی ڈیز لے کر دیں۔ میں نے کتب لیں' اللہ سے دل ہی دل میں دعا کی کہ اے اللہ میری مدد فرما اور اس کام میں درپیش مشکلات کو اپنی رحمت سے دور فرما۔ صبح سویرے ہی کلاس میں پہنچ گیا۔ وہاں جماعت اسلامی کا مکتبہ پچھلے چار دن سے لگا ہوا تھا۔ خیر انہوں نے تھوڑی سی پس وپیش کے بعد ایک نسبتاً چھوٹی میز فراہم کر دی۔ میں نے کتب اور سی ڈیز کا سٹال لگا لیا۔ جب درس ختم ہوا تو لوگوں نے مکتبہ پر لگی کتابوں کو دیکھنا شروع کیا۔

جب انہیں پتہ چلا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی کتب دستیاب ہیں تو سب نے ہی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ بعضوں نے اور دو دو تین تین کتابیں خریدیں۔ محض بیس منٹ میں زیادہ تر کتب ختم ہو گئیں۔ سب نے ہی مجھے اگلے دن زیادہ کتب لانے کی تاکید بھی کی۔ یوں تقریباً چالیس سے زیادہ کتب اور سی ڈیز آناً فاناً بک گئیں بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ ان کا سٹاک ہی ختم ہو گیا۔

اگلے روز یعنی اتوار کو درس کا آخری دن تھا۔ مجمع بھی خوب تھا۔ ہم نے بھی ذرا اہتمام زیادہ کر رکھا تھا۔ ایک خوبصورت سے بورڈ پر ''بھی رعایتی قیمت میں کتب دستیاب ہیں'' لکھ دیا تھا' ساتھ ہی تنظیم کی ویب سائٹ کا ایڈریس بھی۔ جب درس ختم ہوا تو لوگوں نے حسب سابق سٹال پر موجود نئی کتب اور سی ڈیز دلچسپی سے دیکھیں اور خریدیں۔ کئی کتب ختم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو خالی ہاتھ لوٹنا

پڑا۔ مجموعی طور پر تقریباً سو سے زیادہ کتابیں اور دس سے بارہ سی ڈیز بک گئیں۔
اس دو دن کے مکتبہ نے بہت سارے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ لوگوں نے تنظیم میں شمولیت کا طریقہ کار بھی پوچھا' کتب کی تفصیلی لسٹ اور آڈیو کیسٹس بھی طلب کیں۔ جماعت اسلامی نے توقع سے بڑھ کر ساتھ دیا۔ آخر میں انہوں نے مجھے گلے لگاتے ہوئے کہا 'یار! ہم بھائی ہیں' ہمارا مقصد ایک اور نیک ہے' اللہ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا' اللہ کو راضی کرنا ہے۔ ہماری جب بھی جہاں بھی تعاون کی ضرورت ہو' حاضر ہیں۔ اللہ ہم سب سے راضی ہو جائے۔
اب انشاء اللہ تاج پورہ اتوار بازار میں مستقل بنیادوں پر مکتبہ لگانے کی تیاریاں مکمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو دینِ اسلام کے نفاذ کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں اور وقت صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: کامران بن زاہد)

اسرہ عارف والہ اور اوکاڑہ کا مشترکہ ماہانہ تربیتی اور دعوتی اجتماع

اسرہ عارف والہ نقیب جناب محمد ناصر بھٹی کی قیادت میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اس اسرہ میں رفقاء کی کل تعداد 12 ہے' جن میں 6 عارف والہ میں اور 6 پاکپتن میں مقیم ہیں۔ اسرہ کے تحت ماہانہ تربیتی اجتماع کا انعقاد الحمدللہ باقاعدگی سے جاری ہے اور باہمی مشاورت سے اس اجتماع کا انعقاد ایک مہینہ عارف والہ میں اور دوسرے مہینے پاکپتن میں ہوتا ہے۔ نقیب اسرہ کے علم میں یہ بات آئی کہ اسرہ اوکاڑہ کے نقیب (جناب سعید عاصم) دیپالپور میں مقیم ہیں جبکہ باقی رفقاء اوکاڑہ اور اس کے گرد و نواح میں مقیم ہیں۔ انہوں نے سعید عاصم کو اسرہ عارف والہ کے ماہانہ تربیتی اجتماع میں شمولیت کی دعوت دی۔ وہ بخوشی اس میں شریک ہو گئے۔ سعید عاصم نے باہمی مشاورت کے بعد فیصلہ ہوا کہ اسرہ عارف والہ ماہ جولائی کا تربیتی اجتماع اوکاڑہ میں منعقد کرے' تاکہ اسرہ اوکاڑہ کے رفقاء بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ یہ اجتماع 9 جولائی کو مسجد بلال چمن زار کالونی' فیصل آباد روڈ' اوکاڑہ میں منعقد ہوا۔
جناب ناصر بھٹی نے افتتاحی کلمات کے بعد سب سے اپنا اپنا تعارف کروانے کو کہا۔ تعارف کے بعد اسرہ اوکاڑہ کے رفیق جناب سعید عاصم نے درسِ حدیث دیا۔ حق نواز وٹو نے مبتدی رفیق کی ذمہ داریوں پر گفتگو کی۔ جناب محمد اشرف نے "فرائض دینی کا جامع تصور" پر مذاکرہ کروایا۔ "جہاد کا مفہوم اور منازل" کو پروفیسر ممتاز وٹو نے بڑے موثر انداز سے واضح کیا۔ "مسلمان اور جماعتی زندگی" پر مجاہد امین نے مختلف احادیث کی روشنی میں بہت اچھے انداز میں گفتگو کی۔
نقیب اسرہ اوکاڑہ جناب سعید عاصم کی خواہش پر باہمی مشاورت کے بعد فیصلہ ہوا کہ اسرہ اوکاڑہ کا آئندہ اجتماع اسرہ باقاعدگی سے منعقد ہوا کرے گا۔ محمد ناصر بھٹی نے ظہر کی نماز کے بعد سورۃ الشوریٰ کی روشنی میں فریضہ اقامتِ دین پر درسِ قرآن دیا' جس میں تقریباً 30 افراد شریک ہوئے۔ نقیب اسرہ اوکاڑہ نے شرکاء میں دعوتی لٹریچر بھی تقسیم کیا۔
رفیق اسرہ اوکاڑہ جناب عبدالرزاق نے درس کے بعد پرتکلف ظہرانہ دیا۔ ظہرانے کے ساتھ ہی پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا اور تمام رفقاء اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔ (مرتب: اشرف آسی)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

نامے میرے نام

محترم مدیر مسئول' ہفت روزہ ندائے خلافت

السلام علیکم!
سرگودھا کی تاریخ میں میرے خیال میں وہ دن بہت مبارک تھا' جب پیغام قرآنی کی نشر و اشاعت کی غرض سے تعمیر کیے گئے قرآن ہال کا افتتاح ہوا۔
سرگودھا کی مقامی نقیبہ مس جمشید جبیں صاحبہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جس انتھک محنت' کوشش اور بے لوث لگن کے ساتھ سرگودھا میں قرآن کی دعوت عام کر رہی ہیں' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ خواتین کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اور پکڑ پکڑ کر قرآن کے درس کے لیے بلاتی ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ خدمت قابل تحسین ہے۔
تنظیم سے وابستگی کے بعد اُن کی دیرینہ خواہش تھی کہ قرآن ہال کے نام سے ایک مناسب اور متعین جگہ ہو جہاں باقاعدہ درس قرآن کا اہتمام ہو۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ان کی نیک تمنا پوری کی۔ انہوں نے اپنے گھر میں ہی یہ ہال تعمیر کروایا۔ اس کا افتتاح 29 اپریل بروز ہفتہ ہوا۔ ناظمہ علیا بیگم ڈاکٹر اسرار احمد اپنی صاحبزادی (نائب ناظمہ) اَمۃ المعطی کے ہمراہ تشریف لائیں۔ صبح دس بجے تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز ہوا اور یہ سعادت رُحمی اسعد نے حاصل کی۔ ناظمہ علیا صاحبہ نے نماز اور وضو کے بارے میں نہایت دلنشین اور سادہ الفاظ میں گفتگو کی اور شرکاء کو تقویٰ کی تلقین کی۔ انہوں نے ہدایت کی کہ ہمیشہ یہ خیال کرو کہ اللہ تمہارے کام سے خوش ہے یا نہیں۔ اُن کی گفتگو کا ایک ایک لفظ روح کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا' کیونکہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اس کے بعد نائب ناظمہ امۃ المعطی نے سورۂ آل عمران کی چند آیات کی تلاوت و ترجمہ اور تفسیر بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ دین کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو۔
اس پروگرام میں حاضرین کی تعداد کا یہ عالم تھا کہ پورا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا' اور بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ یہ قرآن سے محبت کا اعجاز ہی ہے جس نے اتنی گرمی میں خواتین کو درس کے لیے اکٹھا کیا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے درس اور سوال جواب کے سلسلے کے بعد پونے ایک بجے یہ روح پرور تقریب اختتام کو پہنچی۔ میڈم جمشید نے آخر میں چائے کے ساتھ تمام خواتین کی تواضع کی۔
(عذرا فاطمہ' سرگودھا)

بقیہ: اداریہ

عالمی ضمیر اگر سویا ہوتا تو اُسے جگانے کے لیے جھنجوڑا جا سکتا تھا۔ مُردوں کو اٹھانے کے لیے اسرافیلی پھونک کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس اسرافیلی پھونک سے پہلے ان مسلم حکمرانوں اور اُن کے قائم کردہ نظامِ باطل پر قیامت ڈھانی ناگزیر ہے۔ مسلمان کا اصل جرم جرمِ ضعیفی ہے۔ اِس ناتوانی کو دور کرنے کے لیے توانا ایمان کی ضرورت ہے۔ معذرتیں پیش کرنے سے اور ہزار قسم کے اعتماد ساز اقدام سے دشمن کبھی راضی نہیں ہوگا۔ ہم جتنے پسپا ہوتے جائیں گے دشمن ہمارے خون سے زمین کو رنگین بھی کرتا رہے گا اور ہمارے حکمرانوں کے کانوں سے یہ کرخت آواز بھی ٹکراتی رہے گی "Do more"

اسرائیل آپے سے باہر

اسرائیلی حکومت نے پچھلے ہفتے بربریت کی انتہا کر دی' معصوم فلسطینی اور لبنانی بچوں کو بھی نہیں بخشا اور ان پر بم برسا کر انہیں شہید کر دیا۔ یہ سارا ہنگامہ اس لیے کھڑا ہوا کہ فلسطینی اور لبنانی مجاہدین نے اسرائیلی فوجیوں کو اغوا کر لیا۔ سوال یہ ہے کہ کئی سو فلسطینی جو اسرائیلی جیلوں میں قید کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں' کیا یہ معمولی جرم ہے؟ کیا اسرائیلی مقدس اور فلسطینی ناپاک ہیں؟ اسرائیل کے سرپرست امریکہ کے رویے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔

اسرائیلیوں نے 15 جولائی کو لبنان پر ہوائی حملوں میں 35 شہریوں کو شہید کر ڈالا' جن میں پندرہ بچے بھی شامل ہیں۔ اسرائیلی طیاروں نے لبنان پر حملے اس لیے کیے کیونکہ حزب اللہ کے مجاہدین نے صیہونی ریاست پر راکٹ برسائے تھے۔ اسرائیلی طیاروں نے لبنانی ہوائی اڈوں' بندرگاہوں' پلوں اور سڑکوں پر بم برسائے۔ یہ 1982ء میں اسرائیلی حملے کے بعد سے لبنان پر اسرائیلیوں کا سب سے سخت حملہ ہے۔

اس دوران سب سے اندوہناک واقعہ جنوبی لبنان کے ایک گاؤں میں پیش آیا۔ وہاں اسرائیلی فوج نے لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے آباد مسلمانوں کو حکم دیا کہ گاؤں خالی کر دو۔ جب ایک وین میں سوار دو خاندان گاؤں سے نکل رہے تھے' تو ایک اسرائیلی میزائل اُسے جا لگا۔ اس حملے کے باعث 20 افراد شہید ہو گئے جن میں پندرہ بچے بھی شامل تھے۔

مزید برآں شمالی' مشرقی اور جنوبی بیروت میں اسرائیلی ہوائی حملوں کے باعث بارہ شہری جاں بحق ہو گئے جبکہ بتیس زخمی ہوئے۔ چار دن سے جاری اسرائیلی حملوں میں اب تک سو سے زائد لبنانی شہید ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں دلخراش بات یہ ہے کہ ان میں سے صرف تین لبنانی گوریلے ہیں' باقی عام شہری تھے۔ اس حقیقت سے واضح ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں کے نشانے خطا جا رہے ہیں یا وہ دانستہ شہریوں کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں تا کہ لبنانی حکومت پر دباؤ بڑھایا جا سکے۔

لبنان میں شیعہ مسلمانوں کی گوریلا تنظیم حزب اللہ بھی خاموش نہیں بیٹھی جسے شام اور ایران کی حمایت حاصل ہے۔ حزب اللہ نے اسرائیلی فوجی اغوا کر لیے تھے' اسی لیے غزہ کے ساتھ ساتھ اسرائیلیوں نے اس پر بھی حملہ کر دیا۔ ہوائی حملوں کے باعث بیروت میں تنظیم کا صدر دفتر تباہ ہو گیا' تاہم اس نے بھی اسرائیلی شہروں پر راکٹ برسائے ہیں۔ نیز ایک اسرائیلی جہاز پر بھی میزائل مارا گیا۔ ان حملوں میں آٹھ صیہونی جہنم رسید ہو گئے۔

اسرائیل جس جنونی انداز میں اپنے پڑوسیوں پر حملہ آور ہے' اُسے دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ لڑائی شام کی سرحدوں تک پھیل سکتی ہے۔ روسی وزیر دفاع نے اسی خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ خطرہ موجود ہے کہ علاقے کے دیگر ممالک بھی جنگ میں شامل ہو جائیں۔

اس قضیے میں امریکہ کا رویہ انتہائی ''یہودانہ'' ثابت ہوا۔ صدر بش نے اسرائیل پر دباؤ ڈالنے سے صاف انکار کر دیا اور شام و ایران سے کہا ہے کہ وہ حزب اللہ پر زور دیں کہ وہ ہتھیار ڈال کر یہودی فوجی واپس کر دے۔ اُدھر حزب اللہ کے سربراہ سید حسن نصر اللہ کا کہنا ہے: ''اگر اسرائیلی ہم سے جنگ چاہتے ہیں' تو ہم بھی تیار ہیں' ہم نے چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔ راکٹ اور میزائل بھی ہیں۔'' یوں اگر حزب اللہ اور اسرائیل کے مابین جنگ چھڑی تو 1973ء کے بعد پہلی بار اسرائیلیوں کو سخت حریف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ فی الحال تو وہ نہتے فلسطینیوں پر فائرنگ کر کے فتح کے نعرے بلند کرتے رہتے ہیں۔

غزہ کی پٹی میں بھی اسرائیلی مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ اسرائیلی طیارے عمارتوں' سڑکوں اور پلوں پر بم برسا رہے ہیں۔ وہاں بھی 85 فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود فلسطینیوں کے حوصلے جوان ہیں اور وہ گرفتار شدہ یہودی فوجی کو رہا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اسرائیلی حملوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ مظلوم کون ہے اور ظالم کون! اب بھی اگر عالمی لائے عامہ بالخصوص امت مسلمہ خاموش رہتی ہے' تو یہ خاموشی جرم کے مترادف ہو گی۔

ایران نے فیصلہ کر لیا

یورپی طاقتوں برطانیہ' جرمنی اور فرانس نے ایرانی حکومت سے کہا تھا کہ اگر وہ اپنا ایٹمی منصوبہ منجمد کر دے' تو اُسے پرکشش مراعات دی جائیں گی' مگر ایرانیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایرانی حکومت بار بار اعلان کر رہی ہے کہ یورینیم کی افزودگی کسی بھی طرح نہیں روکی جائے گی۔ اب امریکہ معاملے کو واپس سلامتی کونسل میں لے جائے گا۔ وہاں پھر امریکیوں کی کوشش ہو گی کہ وہ ایران پر سخت سے سخت پابندیاں لگوا دیں۔

افغانستان میں آپریشن جاری

طالبان کے خلاف اتحادی فوج کا آپریشن جاری ہے۔ اتحادیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ پچھلے ہفتے انہوں نے ستر سے زائد طالبان کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ اتحادی فوجی جدید ترین اسلحے سے لیس ہیں جبکہ طالبان کے پاس دیسی ساختہ اسلحہ ہے' تاہم اتحادی فوجی طالبان مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر پا رہے۔ طالبان کا حوصلہ جوان ہے اور انہوں نے اپنے وطن پر قابض غیر ملکیوں کی بالا دستی قبول نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ طالبان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے پچھلے ہفتے صوبہ ہلمند میں بارہ برطانوی فوجیوں کو جہنم رسید کر دیا۔

ایمرجنسی میں پھر اضافہ

عراق میں پچھلے دو برس سے ایمرجنسی لگی ہوئی ہے' موجودہ حکومت نے دوبارہ اس میں ایک ماہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ سب کو امید تھی کہ نئی عراقی پارلیمانی حکومت کے بعد عراق میں فسادات ختم ہو جائیں گے۔ مگر ایسا ہونے کے دور دور تک آثار نظر نہیں آتے۔ بس ان میں کچھ کمی آ گئی ہے۔ اس کے باوجود پچھلے ہفتے عراق میں امریکی فوجیوں سمیت کئی عراقی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جو عراقی امریکیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں' ان کی جدوجہد تو سمجھ میں آتی ہے لیکن جو اپنے ہی بھائی بندوں کو مار رہے ہیں' انہوں نے نجانے کیوں ہتھیار اٹھا رکھے ہیں۔ شاید وہ امریکی سازشوں کا نشانہ بن گئے ہیں جو شیعہ سنی کو لڑا کر عراق میں قدم جمائے رکھنے کا بہانہ چاہتا ہے۔

موغا دیشو کا ہوائی اڈہ کھل گیا

جنوبی صومالیہ میں اسلام پسندوں کے قدم مضبوط ہونے سے وہاں امن قائم ہو گیا ہے اور یہ صومالیہ کے مستقبل کے سلسلے میں اچھی علامت ہے۔ حال ہی میں موغا دیشو کا ہوائی اڈہ بھی کھل گیا ہے جو گیارہ سال قبل اقوام متحدہ کے مشن کی ناکامی کے بعد بند ہو گیا تھا۔ ایک رسمی پرواز میں عرب لیگ کے افسر موغا دیشو پہنچے اور اسلامی تنظیم کے ارکان کو سوڈان لے گئے جہاں وہ صومالی عبوری حکومت سے مذاکرات کریں گے۔ پچھلے دنوں اسلامی تنظیم نے جنوبی صومالیہ سے بچے کھچے جنگی سرداروں کا بھی خاتمہ کر دیا اور اب وہ اپنی حکومت کو مستحکم کر رہے ہیں۔

افغان فوج کی تعداد

افغانستان کے وزیر دفاع' عبدالرحیم وردک نے امریکہ' برطانیہ اور دیگر ممالک سے کہا ہے کہ افغان فوج کی تعداد فوراً بڑھائی جائے۔ تا کہ وہ ملک میں امن و امان قائم کر سکے۔ اس وقت ستر ہزار افغان فوجی موجود ہیں مگر وردک یہ تعداد ڈیڑھ دو لاکھ تک دیکھنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ افغان فوج کے علاوہ امریکہ کی سربراہی میں بیس ہزار اتحادی فوجی اور نیٹو کے دس ہزار فوجی بھی افغانستان میں موجود ہیں تا کہ افغان حکومت کو طالبان اور دیگر مخالفین سے تحفظ دے سکیں۔ جولائی کے آخر تک افغانستان میں نیٹو کے کل سولہ ہزار فوجی ہو جائیں گے۔

transformed by spectacular acts of "shock and awe" and terror. This myth has been repeatedly disproved; but still it persists. Myths are not refuted. They simply disappear, as the way of life from which they sprang fade from the world. Science teaches limits, but intermingled with eschatological myths it has kindled limitless ambitions. The result is the unbounded violence of modern times, which the U.S., U.K. and Israel in particular continue. It is not the first attempt to remake the world by terror, and it will not be the last. Once the past tyrannies disappeared, other types of terror in the name of liberation and democracy followed. The advancement of knowledge and technology does not prove that this is the age of reason as well. It merely added another twist to human folly and fine tuned the ways to subjugate torture and annihilate.

The UNSC's unanimously passing or the US vetoing a resolution condemning Israeli terrorism is irrelevant. The world has to do more than just thinking about resolutions to condemn terrorism of the trio of evil because Washington, London and Tel Aviv's determination to continue global terrorism has ensured that we face an unimaginably bigger, wider and most horrible war of human history in the very near future.

Abid Ullah Jan's latest book, After Fascism: Muslims and the Struggle for self-determination is now released

Notes

---

[1] See New York Times July 13 editorial, "Israel's two-front battle," in which it justifies Israel's recent aggression in Gaza and Lebanon.

[2] Edmund Stillman and William Pfaff, The politics of hysteria: The sources of Twentieth Century conflicts, London, Victor Gollancz, 1964, p.29.

پریس ریلیز

14جولائی2006ء

مغربی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے امت مسلمہ کو جہاد کرنا ہوگا' جس کے لیے قرآن بہترین ہتھیار ہے

ڈاکٹر اسرار احمد

پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جہاد لازمی ہے۔ مسلمانوں کی ہر جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دینا غلط ہے۔ ان خیالات کا اظہار بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اکیڈمی میں خطبہ جمعہ کے دوران ''جہاد کے ابتدائی مراحل ولوازم'' بیان کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا مغربی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے امت مسلمہ کو جہاد کرنا ہوگا جس کی کئی منازل ہیں۔ جہاد کی اوّلین سطح اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے۔ شیطان اور اس کے ایجنٹوں کے خلاف جدوجہد جہاد کی دوسری سطح جبکہ معاشرتی برائیوں کے خلاف جدوجہد جہاد کی تیسری قسم ہے جس کے لیے قرآن بہترین ہتھیار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پورے مکی دور میں قرآن کے ذریعے جہاد فرمایا۔ جو فرد یا جماعت جہاد کی مندرجہ بالا ابتدائی شرائط پوری نہیں کرے گی' وہ جہاد کی اعلیٰ ترین منزل قتال فی سبیل اللہ نہیں پا سکے گی۔ (جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- معلم کائنات ﷺ کا طریقہ تعلیم و تربیت کیا تھا؟
- قرآن و سنت میں طلبہ کی اصلاح اور تدریس کے کون سے اصول بیان ہوئے ہیں؟
- مسلم اور مغربی تعلیمی روایات میں استاد کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟
- اسلامی نقطہ نظر سے ایک استاد کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے؟
- طلبہ کی شخصیت کی تشکیل میں کن اصولوں کی پیروی کرنی چاہیے؟
- سیکولر نظام تعلیم کا مفہوم و اہداف اور طریقہ کار کیا ہے؟

ان سوالوں کے جوابات کے حوالے سے طلبہ و اساتذہ کے لیے

بیش بہا معلومات پر مشتمل گراں قدر تالیف

مثالی استاد

(از: حافظ محبوب احمد خان ایم اے' علوم اسلامیہ)

● دیدہ زیب ٹائٹل ● مضبوط جلد ● صفحات:448 ● قیمت:100روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ رحمۃ للعالمین' جامع مسجد رحمۃ للعالمین' غازی روڈ' لاہور موبائل:0301-4870097

☆ عبدالمتین مجاہد' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' موبائل:0300-419909

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. 26

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Remaking the World through Terrorism

In contemporary Western societies, repressed religion returns in secular cults and fascism of different shades. The cult phenomenon becomes more dangerous when religious zealots push their agendas through the so-called liberals [1] and neo-conservatives.

The Bush and Blair regimes' response to recent Israeli aggression and terrorism is an excellent example of the apocalyptic passions of religion that have returned as projects of universal human emancipation through more and more terror.

Today, the United States and its close allies ignore history and justify their own and Israeli aggression on the basis of lies or pretexts such as the kidnapping of Israeli soldiers. On the other hand, mass killing of innocent civilians in occupied lands is considered "collateral damage" in an effort to emancipate the survivors.

With only a little hyperbole, one might define secular cult's marriage of neo-conservative re Islamophobic philosophy in terms of this Freudian cycle. The mark of repressed thought and emotion is that it is shut away from conscious scrutiny. This is nowhere more evident than in the encounter of Muslim societies with radical part of the West. Western thinkers note that Islam has never grasped the need for a secular realm. Actually, they fail to note that what passes for secular belief in the West is a mutation of religious faith.

Besides the struggle to maintain the exploitative economic order that benefits just a few, the continued conflict between the Muslim majority world and the West is a war of religion. The Enlightenment idea of a universal civilization, which the West upholds against Islam, is an offspring of Christianity. The peculiar hybrids of dictatorships, kingdoms and democracy are by-products of Western radical thought and designs.

The chiliastic violence of radical democracy of the United States, Britain and Israel is not the product of any 'clash of civilizations'. The twentieth century's grand experiments in missionary terror were not in reaction to something wrong in the Muslim world. They expressed the totalitarian ambitions that have been harbored only in the West. The death camps of Nazi Germany, the gulags of Soviet Russia, the Dresden bombing and the nuking of Japan killed 60 million people, far more than in any earlier century. Yet it is not the number of dead that is peculiarly fascist. It is the belief that as a result of these deaths a new world would be born. In former times, the Inquisition tortured and killed on a large scale; but it did not imagine it would remake the world through terror. It promised salvation in the world hereafter, not paradise in the world below.

In contrast, both in the twentieth and twenty-first century, industrial scale killing has been practiced in the belief that the survivors will live in a world better than any that has ever existed. As a whole the U.N. sanction on Iraq 1.8 million lives. When the U.S. ambassador to the U.N. was asked on 60 Minutes program whether the cost of the lives of over a half million children "was worth it" in order to get rid of president of Iraq. She replied, "yes the price is worth it." A real estimate will show that close to 200,000 people have been killed in Afghanistan and Iraq since 2001, yet the warlords are determined to make these places earthly paradises for the survivors.

Edmund Stillman and William Pfaff rightly pointed out in their book, The politics of hysteria, in 1964:

"To destroy a city, a state, an empire even, is an essentially finite action; but to attempt to total annihilation—the liquidation—of so ubiquitous but so theoretically or ideologically defined an entity as a social class or racial abstraction is quite another, and one impossible even in conception to a mind not conditioned by Western habits of thought. Here is a truly Faustian ambition—to transform by physical action to merely the earth, but the qualities of the creatures who dwell upon it, an ambition related to the modern quest for the breaking down of mountains, the escape from the bounds of the earth, the control and reform of human genetics, the manipulation of life itself—all of them ambitions which, before this century, were the dark matter of myth and necromancy. Yet such have been the stated ambitions of the two political movements, Communism and Fascism, which have convulsed the middle years of our century."[2]

Self evidently, the belief of Western totalitarians that terror can remake the world is not a result of any kind of scientific inquiry or secularism. It is faith, pure and simple. No less incontrovertibly, the faith is uniquely western.

Western warlords believe in the myth that, as the rest of the world submit to their power and reshape itself in their image, it is bound to become enlightened, peaceful and pure—as contrary to all evidence, they imagine themselves to be. The continued and successful resistance in Palestine, Iraq and Afghanistan has destroyed this myth; and yet it continues to be believed. The nihilists in Washington, London and Tel Aviv are driven by the belief that the world can be